قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ
# الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 19؍ اکتوبر 2022ء | 22؍ ربیع الاول 1444 ہجری قمری | 19؍ اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:226

## فرمانِ رسولؐ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب جنگ کے لئے نکلتے تو یہ دعا مانگتے: اَللّٰھم أنت عَضُدِی ونَصِیرِی، بِكَ أَحُولُ، وبِكَ أَصُولُ، وبِكَ أُقاتِلُ یعنی اے میرے اللہ! تو ہی میرا بازو ہے تو ہی میرا مددگار ہے۔ تجھ پر ہی میرا اعتماد ہے۔ تیری مدد سے ہی میں حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری ہی توفیق سے جنگ لڑتا ہوں۔

(ابوداؤدکتاب الجھاد باب مایُدعا عند اللقاء)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

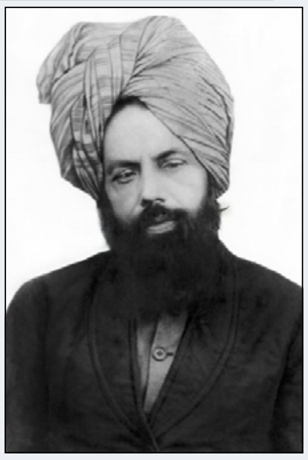

• جو شخص اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک متفرد انسان ہو جاتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 221)

دنیا میں ایک رسولؐ آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا؟ وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے بااخلاق انسان یعنی سچّے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر بااخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسولؐ ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اُٹھے۔ اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا... جس نے مکّہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اُس کے پہلے دنیا کیا تھی اور پھر اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دقّت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اُس جنابؐ عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے۔ اور اس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اُس ذوالجلال و قدوس کی جگہ پر بٹھایا گیا تھا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 8-9)

## ارشادِ باری تعالیٰ

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۟ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۶﴾
(النساء: 46)

ترجمہ: اور اللہ تمہارے دشمنوں کو سب سے زیادہ جانتا ہے اور اللہ دوست ہونے کے لحاظ سے کافی ہے اور اللہ ہی کافی ہے بطور مددگار۔

## فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ صرف دعویٰ ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ مَیں آسمانی نشانوں سے یا علمی معارف کے نشانوں سے اور ہر قسم کی تائید و نصرت تیرے لئے دکھاؤں گا۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مسیح و مہدی کے لئے بے شمار نشانات دکھائے جو بڑی شان سے آپ کی تائید میں اپنی چمک دکھا رہے ہیں اور دکھاتے رہے ہیں۔ اس وقت میں چند ایک کا ذکر کروں گا۔

سب سے پہلے تو ایک ایسا نشان ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے مہدی کے لئے ایک ایسا نشان ہو گا جو دنیا نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو اور یہ ایک ایسا تائیدی نشان ہے جو آسمان پر ظاہر ہوا اور چاند اور سورج کو گرہن لگا کر آپ کے مددگار کے طور پر اللہ تعالیٰ نے کھڑا کر دیا۔ پھر طاعون کا نشان ہے۔ آپؑ کی سچائی کے مددگار کے طور پر ظاہر ہوا۔ زلزلوں کا نشان ہے۔ علمی میدان میں آپ کے بہت کارنامے ہیں۔ ایک اسلامی اصول کی فلاسفی کے مضمون کا ہے۔ خطبہ الہامیہ ہے۔ تفاسیر ہیں۔ پھر دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کے نشانات ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اپنے وعدے کے مطابق مالی ضرورت کے اپنے وقت پر پورا ہونے کے نشانات ہیں۔ پھر لوگوں کے دلوں کو بغیر کسی انسانی کوشش کے آپ کی طرف پھیر کر اللہ تعالیٰ نے نشانات دکھائے۔ غرض کہ بے شمار نشانات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آپؑ کے لئے تائید و نصرت کا پتہ دیتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 30؍ جون 2006ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- درگزر تُو کر تا رہ گر میں خطا کرتا رہوں (منظوم)
- احکام خداوندی
- مقام وعظمتِ خلافت
- دُعاء، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً
- اسلامی عقائد
- سو سال قبل کا الفضل

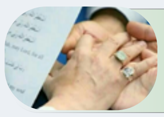

## دربارِ خلافت

# سچائی اور راستبازی ایسی چیز ہے کہ دشمن بھی اس سے اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ خاندانی جائیداد کے متعلق ایک مقدمہ تھا اور جگہ بتائی کہ اس مکان کے چبوترے کے سامنے ایک تھڑا بنا ہوا تھا، جہاں خلافتِ ثانیہ میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر ہوا کرتے تھے، اب تو قادیان میں کچھ تبدیلیاں ہوگئی ہیں، دفاتر وہاں سے چلے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس چبوترے کی زمین دراصل ہمارے خاندان کی تھی، مگر اس پر دیرینہ قبضہ اُس گھر کے مالکوں کا تھا جن کا ساتھ ہی گھر تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے بھائی نے اسے حاصل کرنے کے لئے مقدمہ چلایا اور جیسا کہ دنیاداروں کا طریق ہے، ایسے مقدموں میں جھوٹی سچی گواہیاں مہیا کرتے ہیں تا کہ جس کو وہ حق سمجھتے ہیں وہ اُنہیں مل جائے۔ آپ کے بڑے بھائی نے بھی ایسا ہی کیا اور گواہیاں بہت ساری لے کر آئے۔ گھر کے مالکوں نے کہا ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، ان کے چھوٹے بھائی کو بلا کر گواہی لی جائے اور جو وہ کہہ دیں ہمیں منظور ہوگا۔یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عدالت میں بلایا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ان لوگوں کو اس راستے سے آتے جاتے اور یہاں بیٹھے آپ عرصے سے دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ عدالت نے مخالف فریق کے حق میں فیصلہ دے دیا۔آپ کے بھائی آپ پر سخت ناراض ہوئے مگر آپ نے فرمایا کہ جب واقعہ یہ ہے تو میں کیسے انکار کروں۔ اسی طرح آپ کے خلاف ایک مقدمہ چلا کہ آپ نے ڈاکخانے کو دھوکہ دیا ہے۔ یہ قانون تھا کہ اگر کوئی شخص کسی پیکٹ میں، پارسل میں کوئی خط ڈال دے، چٹھی ڈال دے تو خیال کیا جاتا تھا کہ اُس نے ڈاکخانہ کو دھوکہ دیا ہے اور پیسے بچائے ہیں اور یہ ایک فوجداری جرم تھا جس کی سزا قید کی صورت میں دی جا سکتی تھی۔آپ نے ایک پیکٹ میں یہ مضمون پریس کی اشاعت کے لئے بھیجا تھا اور اس میں ایک خط بھی ڈال دیا تھا جو اُس اشتہار یا مضمون کے متعلق ہی تھا، کچھ ہدایات تھیں اور اسے آپ اُس کا حصہ ہی سمجھتے تھے، نقصان پہنچانا مقصد نہیں تھا۔ پریس کے مالک نے جو غالباً عیسائی تھے، یہ رپورٹ کر دی۔آپ پر مقدمہ چلایا گیا۔ وکیل نے کہا کہ مقدمہ کرنے والوں کی مخالفت تو واضح ہے اور گواہیوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ آپ انکار کر دیں کہ میں نے نہیں ڈالا تو کچھ نہیں ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ جو میں نے بات کی ہے، اُس کا انکار کیسے کر سکتا ہوں۔ چنانچہ جب عدالت میں پیش ہوئے اور عدالت نے پوچھا آپ نے کوئی ایسا مضمون ڈالا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ڈالا تھا لیکن کسی دھوکے کے لئے نہیں بلکہ خط کو مضمون کا حصہ ہی سمجھا تھا۔اس سچائی کا عدالت پر اتنا اثر ہوا کہ اُس نے کہا کہ ایک اصطلاحی جرم کے لئے ایک سچے اور راستباز شخص کو سزا نہیں دی جا سکتی اور بَری کر دیا۔

پھر آپ لکھتے ہیں کہ اسی طرح کئی واقعات، مقدمات میں آپ کو پیش آتے رہے جن کی وجہ سے اُن وکلاء کے دلوں میں جن کا ان مقدمات سے تعلق رہا کرتا تھا، آپ کی بہت عزت تھی۔ چنانچہ شیخ علی احمد صاحب ایک وکیل تھے۔آپ نے ایک مقدمے میں شیخ علی احمد صاحب کو وکیل نہیں کیا تو انہوں نے لکھا کہ مجھے افسوس ہے کہ اس مقدمے میں آپ نے مجھے وکیل نہیں کیا۔ اس لئے افسوس نہیں کہ میں کچھ لینا چاہتا تھا، فیس لوں گا، بلکہ اس لئے کہ خدمت کا موقع نہیں مل سکا۔ سچائی اور راستبازی ایسی چیز ہے کہ دشمن بھی اس سے اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شیخ علی احمد صاحب آخر تک غیر احمدی رہے۔ احمدی نہیں تھے اور انہوں نے بیعت نہیں کی، لیکن ظاہری رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُن کا اخلاص کسی طرح بھی احمدیوں سے کم نہیں تھا۔

(خطبہ جمعہ 29/ نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

# درگزر تُو کرتا رہ گر میں خطا کرتا رہوں

لوحِ دل پر بس حدیث یار میں لکھتا رہوں
مجھ میں ظاہر یار ہو اور اس میں مَیں دِکھتا رہوں

شکرِ نعمت کے لیے کافی نہیں ہے ایک زیست
یار کی خاطر جیوں، مر مر کے میں جیتا رہوں

مالکِ کوثر کا میخانہ رہے قائم سدا
لوگ مے پیتے رہیں اور جام میں بھرتا رہوں

کر نہ پائے میرے آقا کو کبھی گھائل عدو
تیر طلحہ کی طرح ہاتھوں پہ میں کھاتا رہوں

سربلندی کے لیے اسلام کی بازو کٹیں
بن کے مثلِ جعفرِ طیار میں اڑتا رہوں

اپنا اپنا کام ہم کرتے رہیں اے ذوالمنن!
درگزر تُو کرتا رہ گر میں خطا کرتا رہوں

راستہ میرا ہو اللہ کی رضا کا راستہ
یوں امامِ وقت کے پیچھے ہی میں چلتا رہوں

انصر رضا۔کینیڈا

صبیحہ محمود۔ جرمنی

# احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 58

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

## کائنات کا مطالعہ (حصہ دوم)

### آسمان اور زمین پر غور کرنا

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(یونس:102)

تو کہہ دے کہ اس پر غور سے نظر ڈالو جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے۔

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾

(آل عمران:192)

(اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

### زمین کو بچھونا بنایا تا اس کے رستوں پر چلو

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۲۰﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۱﴾

(نوح:20-21)

اور اللہ نے زمین کو تمہارے لئے بچھایا ہوا بنایا۔ تاکہ تم اس کی کشادہ راہوں پر چلو پھرو۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۶﴾

(الملک:16)

وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے ماتحت کر دیا پس اس کے راستوں پر چلو اور اس (یعنی اللہ) کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف اٹھایا جانا ہے۔

### صبح سویرے زراعت پر جانا

اَنِ اغْدُوْا عَلٰی حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ﴿۲۳﴾

(القلم:23)

کہ سویرے سویرے اپنے زرعی رقبہ پر پہنچو اگر تم فصل کاٹنے والے ہو۔

### زمینی نباتات کے جوڑوں پر غور

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ﴿۸﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۹﴾

(الشعراء:8-9)

کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کتنے ہی (نباتات کے) اعلیٰ درجے کے جوڑے اُگائے ہیں۔ یقیناً اس میں ایک بہت بڑا نشان ہے جبکہ اکثر ان میں سے ایمان لانے والے نہیں۔

### پھلوں کے پکنے پر غور کرنا

اُنْظُرُوْۤا اِلٰی ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَیَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

(الانعام:100)

آسمان سے پانی اُترنے، روئیدگی پیدا ہونے، کھجوروں، انگوروں، زیتون، انار جیسے پھلوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

ان کے پھلوں کی طرف غور سے دیکھو جب وہ پھل دیں اور ان کے پکنے کی طرف۔ یقیناً ان سب میں ایک ایمان لانے والی قوم کے لئے بڑے نشانات ہیں۔

### پہاڑ جامد نہیں مسلسل حرکت میں ہیں

وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۹﴾

(النمل:89)

اور تُو پہاڑوں کو دیکھتا ہے اس حال میں کہ انہیں ساکن و جامد گمان کرتا ہے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں۔ (یہ) اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ یقیناً وہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۲﴾

(الانبیاء:32)

اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تا کہ وہ ان کے لئے غذا فراہم کریں اور ہم نے اس میں کھلے رستے بنائے تا کہ وہ ہدایت پاویں۔

### پرندوں کی ساخت پر غور کرنا

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ؕۘ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۲۰﴾

(الملک:20)

کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر پَر پھیلاتے اور سمیٹتے ہوئے نہیں دیکھا۔ رحمان کے سوا کوئی نہیں جو انہیں روکے رکھے۔ یقیناً وہ ہر چیز پر گہری نظر رکھتا ہے۔

### آسمان سے پانی کا نزول نصیحت حاصل کرنے کے لئے ہے

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۫ۖ فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۱﴾

(الفرقان:51)

رات کو بطور لباس اور آرام اور دن کو ترقی کا ذریعہ نیز ہواؤں کے چلنے اور پانی کو مُردہ زمین کو زندگی بخشنے کے لئے اور مویشیوں اور انسانوں کے لئے اُتارنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ:

اور یقیناً ہم نے اسے ان کے درمیان پھیر پھیر کر بیان کیا تا کہ وہ نصیحت پکڑیں مگر اکثر لوگوں نے محض ناشکری کرتے ہوئے انکار کر دیا۔

### انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنے کا حکم

فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۶﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿۷﴾ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۸﴾

(الفرقان:6-8)

پس انسان غور کرے کہ اسے کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ اُچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا۔ جو پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔

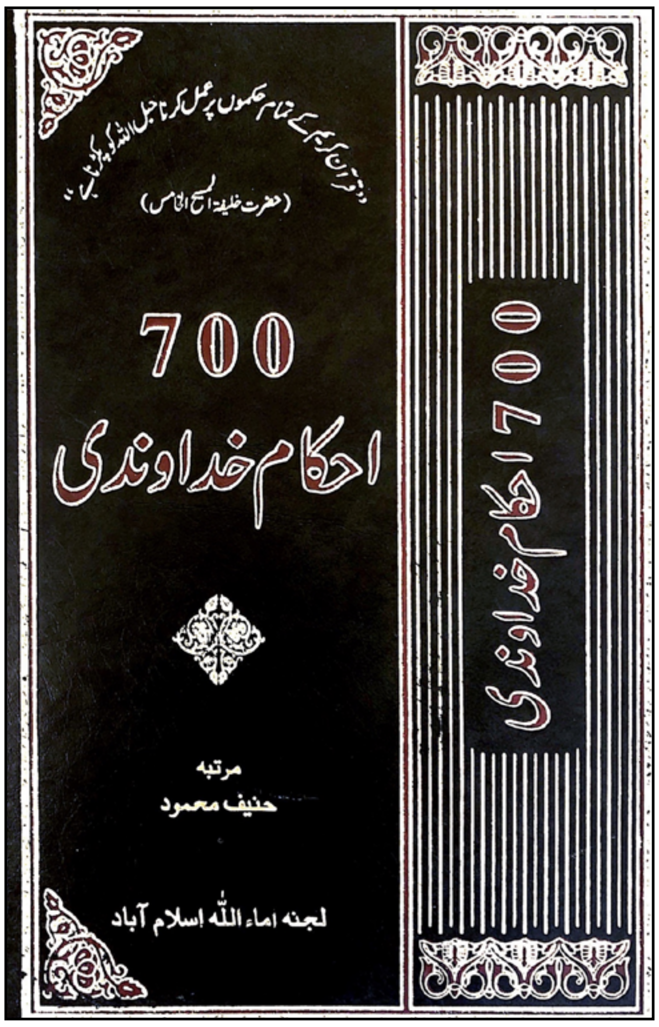


### ہر چیز کا جوڑا بنایا تا نصیحت پکڑو

وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾

(الذّٰریٰت:50)

اور ہر چیز میں سے ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

### قانون قدرت میں تبدیلی نہیں ہوتی

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۴﴾

(فاطر:44)

پس تُو ہرگز اللہ کی سنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تُو ہرگز اللہ کی سنت میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

### نظام کی پیروی کرنا اور اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر کام کرنا

لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۱﴾

(یٰس:41)

سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔

### رات سکینت اور دن کام کاج کا موجب ہے

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

(یونس:68)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔

### سالوں کی گنتی اور حساب سیکھنے کا حکم

وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَاۤ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ﴿۱۳﴾

(بنی اسرائیل:13)

اور ہم نے رات اور دن کے دو نشان بنائے ہیں۔ پس ہم رات کے نشان کو مٹا دیتے ہیں اور دن کے نشان کو روشنی عطا

بقیہ صفحہ 12 پر

ابو منصور خان

# مقام وعظمتِ خلافت

## رہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے

## قسط 2۔ آخری

### خلافت اب تاقیامت رہے گی۔۔۔!

کبھی کبھی کسی کے ذہن میں یہ خیال آجاتا ہے کہ آیت استخلاف میں تو خلافت کا وعدہ مشروط وعدہ ہے کہ جب تک لوگ ایمان اور عمل صالح کی شرط پر قائم رہیں گے تب تک خلافت ان میں موجود رہے گی اور جب ایسے لوگ نہیں رہیں گے تو یہ نعمت اٹھالی جائے گی جیسا کہ خلافت راشدہ کے وقت میں ہوا کہ جب مسلمانوں نے اس نعمت کی ناقدری کی تو وہ نعمت ان سے واپس لے لی گئی۔اس وقت اس کے تفصیلی جواب کا موقعہ تو نہیں البتہ اصولی طور پر یہ لکھنا ضروری ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا ہی ہے کہ یہ وعدہ مشروط باالایمان اور مشروط بعمل صالح ہی ہے لیکن وہ لوگ جو خلافت احمدیہ کے جلد اختتام کے خواب دیکھ رہے ہیں وہ لمبی تان کر سوئے رہیں اور ان کے خوابوں پر تو ہم پابندی نہیں لگانا چاہتے لیکن خلافت کے ماننے والوں کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ خلافت احمدیہ اللہ کے فضل وکرم سے بہت لمبی دیر تک چلی جانے والی ہے۔ ان شاء اللہ

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام ہر چندکہ مسیح ابن مریم کے مثیل تھے، مسیح ناصری علیہ السلام سے مشابہت تامہ تھی لیکن اس کے باوجود مخالفین کوحسرت ہی رہی کہ اس مسیح کو صلیب پر چڑھادیں یا قتل ہی کرڈالیں۔ اس لئے مشابہت کے لئے ضروری نہیں ہوا کرتا کہ سب کچھ ہی ویسا ہی ہو جیسا مشبہ بہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے اب اگر کوئی مومن نہیں رہے گا یا عمل صالح پر کاربند نہیں رہے گا تو اس کو نظام خلافت سے اٹھا باہر پھینک دیا جائے گا لیکن خلافت کا یہ کارواں اب رواں دواں رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک ہزار سال تک تو اس خلافت کا سفر یقینی ہے۔ ان شاء اللہ، کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام صرف اس ایک صدی کے مجدد نہیں تھے بلکہ اس ایک ہزار سال کے مجدد تھے اور جب آپؑ کا زمانہ ایک ہزار سال تک ہوا تو خلیفۃ المسیح بھی یعنی خلافت بھی ایک ہزار سال تک تو بہر حال جاری وساری رہے گی۔اس آخری ہزار سال کے مجدد ہونے کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کے لئے بطورِ ظِل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی۔ اس بات میں نصاریٰ اور یہود کو بھی اختلاف نہیں کہ آدم سے یہ زمانہ ساتواں ہزار ہے اور خدا نے جو سورہ والعصر کے اعداد سے تاریخ آدم میرے پر ظاہر کی اس سے بھی یہ زمانہ جس میں ہم ہیں ساتواں ہزار ہی ثابت ہوتا ہے اور نبیوں کا اس پر اتفاق تھا کہ مسیح موعود ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوگا اور چھٹے ہزار کے اخیر میں پیدا ہوگا کیونکہ وہ سب سے آخر ہے جیسا کہ آدم سب سے اوّل تھا۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 208)

دنیا کی عمر سات ہزار سال کی تفصیلی بحث ایک اور جگہ تحفہ گولڑویہ (روحانی خزائن جلد 17صفحات 245-253) میں بھی موجود ہے اور وہاں حضور علیہ السلام قیامت کی ایک تشریح یہ بھی فرماتے ہیں: ’’یہ بھی یاد رہے کہ قیامت بھی کئی قسم پر منقسم ہے اور ممکن ہے کہ سات ہزار سال کے بعد کوئی قیامت صغریٰ ہو جس سے دنیا کی ایک بڑی تبدیلی مراد ہو نہ قیامت کبریٰ۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 251 حاشیہ)

اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:-

’’حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آنحضرت ﷺ کے ایک عظیم روحانی فرزند اور ایک عظیم خادم ہیں آپ کا زمانہ، آپ کی ماموریت سے قیامت تک ممتد اور مکان کے لحاظ سے ساری دنیا پر محیط ہے۔ اس لیے آپ کی کتب میں ہمیں وہ سارا مواد ملتا ہے یا مجھے یوں کہنا چاہئے کہ حضرت مہدی معہود و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں حضرت نبی اکرم ﷺ کے جملہ ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کی تفسیر جابجا بیان فرمائی ہے۔ اس میں وہ مواد ہے جس میں کہیں تفصیل کے ساتھ اور کہیں اختصار کے ساتھ انسان کی معاشرتی، اقتصادی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے جو قیامت تک کسی نہ کسی وقت اور کسی نہ کسی شکل میں نوع انسان کے سامنے آنے والے تھے۔‘‘

(ماخوذ از خطابات ناصر جلد اول صفحہ 533-535)

### امام کی چھ خوبیاں جن میں وہ سب سے ممتاز ہوتا ہے

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے بیان فرمایا کہ میں امام الزمان ہوں اور درج ذیل قسم کی چھ علامات ایسی ہیں کہ جن کے ذریعہ میں سب سے ممتاز ہوں مقابلۃً میرے اندر یہ تمام خوبیاں اور کمالات جمع ہیں اور میں ان کا مصداق ہوں اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے بعد اپنے اپنے وقت کے امام انہیں خوبیوں کے حامل ہوتے ہیں کیونکہ وہ اسی کے کمالات اور انوار لے کر آتے ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنی تصنیف ضرورۃ الامام میں تفصیل کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے جن کا ایک حصہ پیش خدمت کیا جاتا ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں:

’’امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافرخانہ

میں آئی ہے اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضروری ہیں اس کو عطا کئے جاتے ہیں اور بایں ہمہ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کو دنیا کے بے ادبوں اور بدزبانوں سے بھی مقابلہ پڑے گا۔ اس لئے اخلاقی قوت بھی اعلیٰ درجہ کی اس کو عطا کی جاتی ہے اور بنی نوع کی سچی ہمدردی اس کے دل میں ہوتی ہے اور اخلاقی قوت سے یہ مراد نہیں کہ ہر جگہ وہ خواہ نخواہ نرمی کرتا ہے کیونکہ یہ تو اخلاق حکمت کے اصول کے برخلاف ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جس طرح تنگ ظرف آدمی دشمن اور بے ادب کی باتوں سے جل کر اور کباب ہو کر جلد مزاج میں تغیر پیدا کر لیتے ہیں اور ان کے چہرہ پر اس عذاب الیم کے جس کا نام غضب ہے نہایت مکروہ طور پر آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور طیش اور اشتعال کی باتیں بے اختیار اور بے محل منہ سے نکلتی چلی جاتی ہیں۔ یہ حالت اہل اخلاق میں نہیں ہوتی۔ ہاں وقت اور محل کی مصلحت سے کبھی معالجہ کے طور پر سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں لیکن اس استعمال کے وقت نہ ان کا دل جلتا نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے نہ منہ پر جھاگ آتی ہے ہاں کبھی بناوٹی غصّہ رعب دکھلانے کے لئے ظاہر کر دیتے ہیں اور دل آرام اور انبساط اور سرور میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں استعمال کئے ہیں جیسا کہ سور، کتے، بے ایمان، بدکار وغیرہ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھلاتے اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے بلکہ نہایت آرام اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے۔ غرض اخلاقی حالت میں کمال رکھنا اماموں کے لئے لازمی ہے اور اگر کوئی سخت لفظ سوختہ مزاجی اور مجنونانہ طیش سے نہ ہو اور عین محل پر چسپاں اور عندالضرورت ہو تو وہ اخلاقی حالت کے منافی نہیں ہے اور یہ بات بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جن کو خدا تعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے ان کی فطرت میں ہی امامت کی قوت رکھی جاتی ہے اور جس طرح الٰہی فطرت نے بموجب آیت کریمہ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ہر ایک چرند اور پرند میں پہلے سے وہ قوت رکھ دی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کے علم میں یہ تھا کہ اس قوت سے اس کو کام لینا پڑے گا اسی طرح ان نفوس میں جن کی نسبت خدا تعالیٰ کے ازلی علم میں یہ ہے کہ ان سے امامت کا کام لیا جاوے گا منصب امامت کے مناسب حال کئی روحانی ملکے پہلے سے رکھے جاتے ہیں

اور جن لیاقتوں کی آئندہ ضرورت پڑے گی۔ ان تمام لیاقتوں کا بیج ان کی پاک سرشت میں بویا جاتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدے اور فیض رسانی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضروری ہے:

## پہلی علامت

اول۔ قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس پر آیت اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔

## دوسری علامت

دوم۔ قوت امامت ہے جس کی وجہ سے اس کا نام امام رکھا گیا ہے یعنی نیک باتوں اور نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبت الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق یعنی روح اس کی کسی نقصان کو پسند نہ کرے اور کسی حالت ناقصہ پر راضی نہ ہو اور اس بات سے اس کو درد پہنچے اور دکھ میں پڑے کہ وہ ترقی سے روکا جاوے یہ ایک فطرتی قوت ہے جو امام میں ہوتی ہے اور اگر یہ اتفاق بھی پیش نہ آوے کہ لوگ اس کے علوم اور معارف کی پیروی کریں اور اس کے نور کے پیچھے چلیں تب بھی وہ بلحاظ اپنی فطرتی قوت کے امام ہے۔ غرض یہ دقیقہ معرفت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ امامت ایک قوت ہے کہ اس شخص کے جوہر فطرت میں رکھی جاتی ہے جو اس کام کے لئے ارادہ الٰہی میں ہوتا ہے اور اگر امامت کے لفظ کا ترجمہ کریں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ قوت پیشروی۔ غرض یہ کوئی عارضی منصب نہیں جو پیچھے سے لگ جاتا ہے بلکہ جس طرح دیکھنے کی قوت اور سننے کی قوت اور سمجھنے کی قوت ہوتی ہے اسی طرح یہ آگے بڑھنے اور الٰہی امور میں سب سے اول درجہ پر رہنے کی قوت ہے اور انہی معنوں کی طرف امامت کا لفظ اشارہ کرتا ہے۔

## تیسری علامت

تیسری قوت بسطت فی العلم ہے جو امامت کے لئے ضروری اور اس کا خاصہ لازمی ہے۔ چونکہ امامت کا مفہوم تمام حقائق اور معارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ اپنے تمام دوسرے قویٰ کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے اور رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا کی دعا میں ہر دم مشغول رہتا ہے اور پہلے سے اس کے مدارک اور حواس ان

امور کے لئے جوہر قابل ہوتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو اس کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اس کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے اور وہ نور ان چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ پس جس طرح مرغی انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے لے کر ان کو بچے بناتی ہے اور پھر بچوں کو پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر ان کے اندر پہنچا دیتی ہے اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے...... طبابت کے رو سے بھی ہیئت کے رو سے بھی، طبعی کے رو سے بھی، جغرافیہ کے رو سے بھی اور کتب مسلمہ اسلام کے رو سے بھی اور عقلی بناء پر بھی اور نقلی بناء پر بھی اور امام الزمان حامی بیضۂ اسلام کہلاتا ہے اور اس باغ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے اور اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دور کرے اور ہر ایک معترض کا منہ بند کردے اور صرف یہ نہیں بلکہ یہ بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ نہ صرف اعتراضات دور کرے بلکہ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کردے۔ پس ایسا شخص نہایت قابل تعظیم اور کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کے وجود سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خدا تعالیٰ کی حجت ہوتا ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں ہوتا کہ اس سے جدائی اختیار کرے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ اور اذن سے اسلام کی عزت کا مربی اور تمام مسلمانوں کا ہمدرد اور کمالات دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے۔ ہر ایک اسلام اور کفر کی کشتی گاہ میں وہی کام آتا ہے اور اسی کے انفاس طیبہ کفر کش ہوتے ہیں۔۔۔

## چوتھی علامت

چوتھی قوت عزم ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ نومید ہونا اور نہ ارادہ میں سست ہو جانا۔ بسا اوقات نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو جو امام الزمان ہوتے ہیں ایسے ابتلا پیش آجاتے ہیں کہ وہ بظاہر ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور بسا اوقات ان کی وحی اور الہام میں فترت واقع ہو جاتی ہے کہ ایک مدت تک کچھ وحی نہیں ہوتی اور بسا اوقات ان کی بعض پیشگوئیاں ابتلا کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا اور بسا اوقات ان کے مقصود کے حصول میں بہت کچھ توقف پڑ جاتی ہے اور بسا اوقات وہ دنیا میں متروک اور مخذول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص جو ان کو گالی دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ گویا میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں اور ہر ایک ان سے نفرت کرتا اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ سلام کا بھی جواب دے لیکن ایسے وقتوں میں ان کا عزم آزمایا جاتا ہے۔ وہ ہرگز ان آزمائشوں سے بے دل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں یہاں تک کہ نصرت الٰہی کا وقت آجاتا ہے۔

## پانچویں علامت

پانچویں قوت اقبال علی اللہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور اقبال علی اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت اور نیز اس وقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی کی ہمدردی واجبات سے ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور پھر ایسے جھکتے ہیں کہ ان کے صدق اور اخلاص اور محبت اور وفا اور عزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور ان کی محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہو کر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے۔ پھر جس طرح شدت کی گرمی کی انتہا کے بعد برسات کی ابتداء میں آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسی طرح ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں اور الٰہی ارادے اور رنگ پکڑتے ہیں یہاں تک کہ قضاء و قدر کی ٹھنڈی ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں۔۔۔۔ اور امام الزمان کا اقبال علی اللہ یعنی اس کی توجہ الی اللہ تمام اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ تر تیز اور سریع الاثر ہوتی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کا امام الزمان تھا اور بلعم اپنے وقت کا ولی تھا جس کو خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ نصیب تھا اور نیز مستجاب الدعوات تھا لیکن جب موسیٰ سے بلعم کا مقابلہ آپڑا تو وہ مقابلہ اس طرح بلعم کو ہلاک کر گیا کہ جس طرح ایک تیز تلوار ایک دم میں سر کو بدن سے جدا کر دیتی ہے اور بدبخت بلعم کو چونکہ اس فلاسفی کی خبر نہ تھی کہ گو خدا تعالیٰ کسی سے مکالمہ کرے اور اس کو اپنا پیارا اور برگزیدہ ٹھہراوے مگر وہ جو فضل کے پانی میں اس سے بڑھ کر ہے جب اس شخص سے اس کا مقابلہ ہوگا تو بے شک یہ ہلاک ہو جائے گا اور اس وقت کوئی الہام کام نہیں دے گا اور نہ مستجاب الدعوات ہونا کچھ مدد دے گا اور یہ تو ایک بلعم تھا مگر میں جانتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اسی طرح ہزاروں بلعم ہلاک ہوئے جیسا کہ یہودیوں کے راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

## چھٹی علامت

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کیلئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیّت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں ان کے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کے لئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے۔''

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 477-483)

# خلافت سے انحراف کرنے والا فاسق اور جاہلیت کی موت مرتا ہے

آیتِ استخلاف میں یہ صاف صاف ارشاد خداوندی ہے کہ اس نعمت کی جو ناشکری کرے گا، انکار وانحراف کرے گا اور ناقدری کرے گا تو وہ خدا کی نظر میں فاسق قرار پائے گا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تفصیل اِس آیت (آیت استخلاف) کی یُوں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تم سے پہلے ان لوگوں کو رُوئے زمین پر خلیفے مقرر کیا تھا جو ایماندار اور صالح تھے اور اپنے ایمان کے ساتھ اعمال صالح جمع رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ تم میں سے بھی اے مسلمانو! ایسے لوگوں کو جو نہیں صفات حسنہ سے موصوف ہوں اور ایمان کے ساتھ اعمال صالح جمع رکھتے ہوں خلیفے کرے گا پس منکم کا لفظ زائد نہیں بلکہ اس سے غرض یہ ہے کہ تا اسلام کے ایمانداروں اور نیکو کاروں کی طرف اشارہ کرے کیونکہ جبکہ نیکو کار اور ایماندار کا لفظ اِس آیت میں پہلی امتوں اور اس اُمت کے ایمانداروں اور نیکو کاروں پر برابر حاوی تھا پھر اگر کوئی تخصیص کا لفظ نہ ہوتا تو عبارت رکیک اور مبہم اور دُور از فصاحت ہوتی اور منکم کے لفظ سے یہ جتانا بھی منظور ہے کہ پہلے بھی وُہی لوگ خلیفے مقرر کئے گئے تھے کہ جو ایماندار اور نیکو کار تھے اور تم میں سے بھی ایماندار اور نیکو کار ہی مقرر کئے جائیں گے...... کیونکہ آیت کے صاف اور سیدھے یہ معنی ہیں کہ اللہ جلّ شانہٗ خلیفوں کے پَیدا ہونے کی خوشخبری دے کر پھر باغیوں اور نافرمانوں کو دھمکی دیتا ہے کہ بعد خلیفوں کے پَیدا ہونے کے جب وہ وقتاً فوقتاً پَیدا ہوں اگر کوئی بغاوت اختیار کرے اور ان کی اطاعت اور بیعت سے مُنہ پھیرے تو وُہ فاسق ہے...... اور واضح ہو کہ اس آیت کریمہ سے وہ حدیث مطابق ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ۔ جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیّت کی موت پر مرگیا یعنی جیسے ہر یک زمانہ میں امام پَیدا ہوں گے اور جو لوگ اُن کو شناخت نہیں کریں گے تو ان کی موت کفار کی موت کے مشابہ ہو گی۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 333-334)

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زبان سے تو انکار نہیں ہوتا لیکن عمل سے اور اظہار سے بغاوت اور نافرمانی کی بُو آرہی ہوتی ہے اور کبھی کبھی کوئی ایسا فقرہ یا بات کردی جاتی ہے کہ جو چھوٹی سی یا معمولی سمجھ لی جاتی ہے لیکن انجام کے اعتبار سے وہ بھی بہت بڑی اور بہت زہرناک ہوجایا کرتی ہے۔ اس لئے بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے عہدِمبارک میں کیا ہوا تھا؟ یہی ناں کہ ایک موقعہ پر جب مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت نبی اکرم ﷺ نے دوسروں کو سب کچھ دے دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا تو غیر محتاط کلام کرتے ہوئے کچھ انصاری نوجوانوں نے تقسیم کے انتظام پر اعتراض کردیا کہ انصاف نہیں کیا گیا اور خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور اموال دوسروں کو دے دیئے گئے۔ پھر بے شک جب انصار کے بزرگوں تک بات پہنچی تو انہوں نے معذرت اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے معافی بھی مانگی لیکن صرف یہ ایک بات کرنے کی وجہ سے یہ قوم کی قوم بعد میں آنے والے بہت سے انعامات سے ہمیشہ ہمیش کے لئے محروم ہوگئی۔ اس لئے کبھی بھولے سے بھی اپنی زبان سے کوئی بات نہیں نکالنی چاہئے کہ جو مقام خلافت کے ادب واحترام کے منافی ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات وارشادات میں متعدد جگہ پر اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ الطریقۃ کلھا ادب کہ ہر امر میں، ہر پہلو سے سب کچھ ادب کا متقاضی ہے۔ اول وآخر ادب ہی ادب ہو تو بات بنتی ہے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ خلیفہ کا مقام بہت ہی ارفع واعلیٰ ہوتا ہے۔ وہ اس وقت کے لوگوں میں سے، تمام تر لوگوں میں سے سب سے زیادہ متقی ہوتا ہے، وہ سب سے بڑھ کر عالم وعارف ہوتا ہے۔ وہ معلم ہوتا ہے۔ خدا اسے سکھاتا ہے اور بتاتا ہے وہ ایک ایسے مقام پر ہوتا ہے کہ جس کے آگے ہمارے سر اور ہماری سوچوں کو سجدہ ریز ہونا ہی قابل برکت وسعادت ہے اور یہی اطاعت کا پہلا قرینہ ہے اور یہی ادب واحترام کا تقاضا ہے۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ بڑے بڑے عالم اور سمجھ رکھنے والوں کی سمجھ سے بالا کوئی بات ہوتی ہے اور ایسے مواقع پر بھی جھٹ بول پڑنا اور اعتراض کرنا ابلیسی فکر کی حامل ٹھہر جایا کرتی ہے کیونکہ اس وقت بھی یہی ہوا تھا کہ جب تمام فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو اپنے علم کی بناء پر، اسی علم کے زُعم میں ایک نے اعتراض کرتے ہوئے انکار کردیا جس کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ وہ شیطان قرار پایا، راندۂ درگاہ ٹھہرا۔ ایسے لوگوں کا پھر کوئی وارث نہیں ہوا کرتا۔ ان کو نہ تو زمین قبول کرتی ہے اور نہ ہی آسمان اس پر کوئی توجہ کرتا ہے۔ بیٹھنے دے ہے کون پھر اس کو جو تیرے آستاں سے اٹھتا ہے کے مصداق وہ دربدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

اسی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’میں اعتراض کرنے والے کو نصیحت کرتا ہوں کہ بہت الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن کے منہ سے نکل جانے کے بعد انسان کو پچھتانا پڑتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے متعلق کسی نے کہا تھا آپ نے انصاف کے ماتحت مال تقسیم نہیں کی۔ آپ نے کہا اگر میں نے انصاف نہیں کیا تو اور کون کرسکتا ہے اور پھر فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے جو دین کو برباد کرنے والے ہوں گے قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ کیسا خطرناک انجام ہوا۔ جو کچھ معترض نے کہا ہے اس کا یہی مفہوم ہوسکتا ہے کہ ہم دین کے لئے زیادہ مانگتے ہیں۔ مگر یہ کون سی بری بات ہے۔ جو جائز تدبیر ہو وہ تو ثواب کا موجب ہے مگر ایسی باتیں اپنے نتائج کے لحاظ سے قابل اعتراض ہوتی ہیں گو اپنے الفاظ کے لحاظ سے نہ ہو۔ دیکھو قرآن کریم میں آتا ہے خدا تعالیٰ مسلمانوں فرماتا ہے تم رسول کو راعنا (البقرۃ:105) نہ کہو گو تمہاری نیت اس لفظ سے یہ نہیں کہ رسول کی ہتک کرو۔ مگر یہ لفظ ہتک کرنے والا ہے۔ اگر تم اس لفظ کو استعمال کروگے تو تم سے انعام چھین لئے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو انبیاء کے متعلق کس قدر غیرت ہوتی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنے انبیاء کی غیرت ہوتی ہے کی ذاتی خوبیاں بہت بڑھی ہوتی ہیں اور خلفاء میں ان کے مقابلہ میں کمزوریاں ہوتی ہیں۔ ان میں انبیاء کی طرح معصومیت نہیں ہوتی مگر جس مقام پر ان کو کھڑا کیا جاتا ہے اس کی غیرت کی وجہ سے ان پر اعتراض کرنے والے ٹھوکر سے نہیں بچ سکتے...... ایسی باتیں مت کرو جن کا تمہیں صحیح علم نہ ہو...... میں تمہاری نسبت اَعلم ہوں اس معاملہ کے متعلق اور وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 مئی 1926ء، خطبات محمود جلد 10 صفحہ 178-179)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم نہ تو سیاسی کتابیں پڑھتے ہیں۔ نہ ہم سیاسی مجالس میں شرکت حاصل کرتے ہیں اور نہ یہ باتیں جو ہم کہتے ہیں ہمارے غوروفکر کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ یہ باتیں ہمیں خدا سمجھاتا ہے اور جو باتیں وہ ہمیں سمجھاتا ہے اور اس کے سمجھانے کے بعد جو باتیں ہم کہتے ہیں وہی اکثر پوری ہوتی ہیں...... پس یہ ٹھیک اور بالکل ٹھیک ہے کہ ایسی باتیں ہمیں خدا سکھلاتا ہے اور اسی کے سکھلائے ہوئے علم کے ماتحت ہم دنیا کو بتاتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جون 1926ء، خطبات محمود جلد 10 صفحہ 211)

اطاعت وفرمانبرداری کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’اصل فرمانبرداری یہ ہے کہ سلسلہ کے مفاد کے لئے سب کی مانیں بعض لوگ غلطی سے فرمانبرداری کو غلامی سمجھتے ہیں مگر فرمانبرداری غلامی نہیں ہے۔ غلامی اور چیز ہے اور فرمانبرداری اور چیز۔ دنیا میں سب سے زیادہ آزادی پھیلانے والے انبیاء اور ان کی جماعتیں ہوتی ہیں اور وہی سب سے زیادہ فرمانبردار ہوتی ہیں۔ اگر فرمانبرداری غلامی ہوتی تو نہ انبیاء فرمانبردار ہوتے اور نہ ان کی جماعتیں پس یہ غلط خیال ہے کہ فرمانبرداری غلامی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جولائی 1926ء، خطبات محمود جلد 10 صفحہ 223-224)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’آپ لوگوں کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ سیاست بھی ہے اور جو شخص یہ نہیں مانتا وہ جھوٹی بیعت کرتا ہے۔ جو سمجھنے والے ہیں وہ تو سمجھ لیں گے لیکن جو نہیں سمجھتے میں ان سے کہتا ہوں کہ کان کھول کر سن لیں کہ ان تمام امور میں کہ جن میں گورنمنٹ اپنے پاس آنے کے لئے مجبور نہیں کرتی سب پر خلیفہ کا حکم ہے اور جو یہ بات سمجھ کر بیعت نہیں کرتا وہ درحقیقت بیعت بھی نہیں کرتا۔

پھر جس طرح خلیفہ کا حکم ضروری ہے اسی طرح خلیفہ جو نائب مقرر کرتا ہے اس کا حکم ماننا بھی ضروری ہے کیونکہ قانون کی پابندی ہر حال میں ضروری ہے۔ وہ شخص انسان پرست ہے خدا پرست نہیں جو میری ہی مانتا ہے اور میرے مقرر کردہ دوسروں کی نہیں مانتا ایسا انسان دراصل خدا کا حکم نہیں مانتا وہ اپنا انجام سوچ لے...... یہ ایک مسئلہ ہے جس کی یہاں کی جماعت کو بھی ضرورت ہے اور باہر کی جماعتوں کو بھی کیونکہ باہر سے بھی آواز آتی ہے کہ ہم میں سیاست نہیں اس لئے کس کی مانیں۔ ہم کہتے ہیں سیاست تو ہے حکومت نہیں اور میرے نزدیک اگر کوئی شخص یہ نہیں مانتا تو وہ گویا بیعت ہی نہیں کرتا۔ نبوت اور کفرواسلام کے مسئلے میں اختلاف کرتے ہوئے ایک شخص بیعت کرسکتا ہے لیکن خلافت کے اس مسئلے میں اختلاف کرکے بیعت نہیں کرسکتا۔ دیکھو یہ سمجھتے ہوئے کہ فلاں شخص نے غیبت کی یا جھوٹ بولا ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن یہ سمجھ کر کہ بے وضو کھڑا ہے ہرگز اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ جسے خبر نہیں کہ امام بے وضو کھڑا ہے اس کی تو ہوجائے گی مگر جسے خبر ہے اس کی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ امامت کا جو مفہوم تھا وہ نہ رہا۔ اسی طرح یہ نکاح تو ہوسکتا ہے

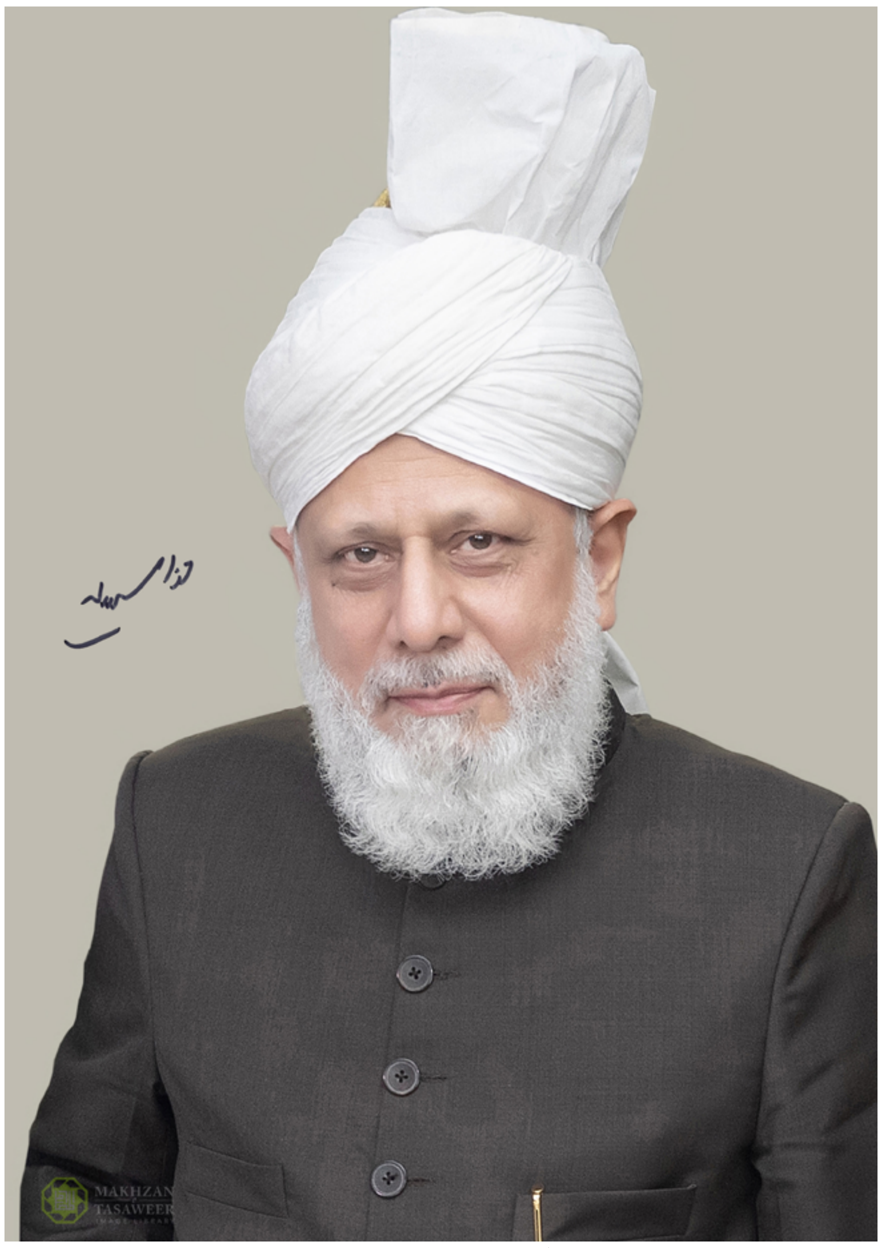

کہ عورت عیسائی ہو اور مرد مسلمان لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک بھائی اور بہن میں نکاح ہو جائے۔ پس خلیفہ کے احکام کی اطاعت ایک ایسا ضروری امر ہے کہ جو اس کا اقرار نہیں کرتا بلکہ اس سے اختلاف رکھتا ہے وہ بیعت میں بھی شامل نہیں ہوسکتا۔

دوستوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ سوائے ان امور کے جن میں نص شرعی موجود ہو یا جن کو گورنمنٹ نے اپنے لئے مخصوص کرلیا ہو۔ باقی سب خلیفہ کی سیاست ہے۔ خواہ وہ روحانی ہوں یا اخلاقی ہوں یا جسمانی ہوں یا تمدنی ہوں۔ ان میں خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جولائی 1926ء خطبات محمود جلد 10 صفحہ 225-226)

## ایک ایسی نعمت جو کسی اور کو نصیب نہیں

خلافت یا خلیفہ کا مقام و مرتبہ اور اس کے عظیم الشان اوصاف و خصائل کا کچھ مختصر بیان اوپر ہوا ہے اور ان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے خلافت کی اس نعمت پر جتنا بھی ہم شکر کریں وہ کم ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور امر کا ذکر کرنا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ وہ ایک ایسی بات ہے کہ جو کسی بھی طرح سے ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے اور وہ ہے خلیفۂ وقت کا ہمارے لئے درد اور ضرورتوں کا احساس اور دعائیں کرنا۔ ایک ماں بھی اپنے بچوں کے لئے کیا درد اور احساس رکھتی ہوگی جو کہ خلیفہ کو اپنی جماعت کے ہر فرد کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اسی درد اور احساس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہوگی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کرسکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوگئی ہیں۔‘‘

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 158)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

’’میں چونکہ خطبہ کو مختصر کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے دوستوں سے ایک آخری بات کہہ دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ جتنے خلفاء راشدین ہوئے ہیں (یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد سے خلافت راشدہ شروع ہوئی۔ پھر اس خلافت کے بعد کچھ اور لوگ آگئے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پھر خلافت کا مضبوط نظام قائم فرمایا اور یہ نظام اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ جماعت اپنے آپ کو خدا کی نگاہ میں اس انعام کی مستحق ثابت کرتی جائے گی)۔ ان تمام خلفاء کے حالات کا مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ تمام خلفاء تذلل اور فروتنی اور عاجزی کی راہوں کو اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔ میں نے بھی خدا کے حکم کے مطابق اس کی رضا کے لئے اور تمام خلفاء راشدین کی سنت کے مطابق عجز کی راہوں کو اختیار کیا ہے۔ میں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔ بعض دفعہ سجدہ میں میں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا! جن لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں۔ ان کی مرادیں پوری کر دے، اے خدا! جو مجھے خط لکھنا چاہتے تھے لیکن کسی سستی کی وجہ سے نہیں لکھ سکے ان کی مرادیں بھی پوری کر دے اور اے خدا! جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور نہ انہیں خیال آیا ہے کہ دعا کے لئے خط لکھیں اگر انہیں کوئی تکلیف ہے۔ یا ان کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو ان کی تکالیف کو بھی دور کر دے اور حاجتیں بھی پوری کر دے۔

لیکن بعض دفعہ بعض نادان فنا اور نیستی کے اس مقام کو کمزوری سمجھ لگ جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی عاجزی کی راہ کو اختیار کیا حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد جو خلفاء اور مجدد ہوئے انہوں نے بھی عجز کے اسی راستے کو اختیار کیا۔ تو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا کمزور ہے کیونکہ یہ عاجزی اختیار کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا کچھ ایسا جلوہ ظاہر ہوتا ہے وہ اپنے نفس کو بھی اور دنیا کی ساری مخلوق کو بھی مردہ سمجھتے ہیں نہ ہی اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں، نہ دنیا کو کچھ سمجھتے ہیں اور اس عجز کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بن جاتے ہیں گویا ایسے لوگوں کے لئے فنا اور نیستی کے مقام سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک چشمہ پھوٹتا ہے۔ اس لئے دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہیں کرسکتی انہیں ساری دنیا کے مال بھی کوئی لالچ نہیں دے سکتے۔ جب خدا کا یا اس کے دین کا معاملہ ہو تو کسی دوسرے کے سامنے ان کا سر جھکا نہیں کرتا۔ ورنہ وہ تو ایک فقیر اور مسکین کے سامنے بھی جھک رہے ہوتے ہیں اور عاجزی دکھا رہے ہوتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کے فعل اور قول کا اور خدا تعالیٰ کے نام اور اس کی عظمت کا دنیا اور دنیاداروں سے تصادم ہو جائے تو پھر دنیا ان کے پاؤں کی خاک بھی نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ان کا مربی اور معلم ہوتا ہے۔ آپ اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں۔ پس یا تو ہمارا یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ خلیفہ وقت ساری دنیا کا استاد ہے اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو دنیا کے عالم اور دنیا کے فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔ استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے تو خلیفہ وقت کا انکسار اس کی عاجزی و فروتنی، اس کا تذلل یہی اس کا مقام ہے اور وہ اس ایمان اور یقین پر قائم ہوتا ہے کہ میں لاشئی ہوں۔ کچھ بھی نہیں ہوں۔ نہ علم ہے مجھ میں نہ فراست ہے مجھ میں، نہ ہی کوئی طاقت ہے مجھ میں، اگر کچھ ہے تو وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ وہ جتنا علم دے جتنی طاقت دے جتنی فراست دے اس کی عطا ہے اور اسی کے جلال اور عظمت کے لئے خرچ کی جاتی ہے۔ کہیں بھی اس کا اپنا وجود نظر نہیں آتا۔ مٹی کے ذرّات ہوا میں بکھر جائیں تب بھی ان کا کچھ وجود ہوتا ہے لیکن ایسے شخص کا وجود اتنا بھی باقی نہیں رہتا۔

تو میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا۔ اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہوں گی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت سے کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں ہے اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے۔ کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ کمزور نہیں، خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے۔ ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں میں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آجائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔‘‘

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 492-494 خطبہ جمعہ فرمودہ 18 نومبر 1966ء)

ہزاروں ماؤں سے بڑھ کر اپنی جماعت کے ایک ایک فرد سے محبت اور پیار کے اسی احساس اور دعا کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں میں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا

نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 348 خطبہ جمعہ فرمودہ 6جون 2014ء)

پس کس قدر ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ بابرکت وجود کہ جس کی دعائیں عرش کا خدا سنتا ہے اور خوب سنتا ہے۔جس کی تائید ونصرت کے لئے اس کا خدا اس کے ساتھ یہ کہہ کر کھڑا ہوتا ہے کہ انی معک یا مسرور، جس کی قدم قدم پر رہنمائی وہ خدائے علیم وخبیر خود کرتا ہے۔ وہ بابرکت وجود، وہ دعادعا مقدس چہرہ ہمارے لئے اتنا درد رکھتا ہے، ہمارا اتنا خیال رکھتا ہے۔

اگر ہر بال ہو جائے سخنور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اس ملنے والی عظیم نعمت کی قدر کریں، اس پرشکر کریں، اور اپنے محبوب امام کے لئے دعائیں کریں، اس کی ہر بات پر عمل پیرا ہوں اور اس کی ہر نصیحت پر کماحقہ عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری آخری سانسوں تک دامن خلافت سے وابستہ رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

’’خلافت کے نظام کے دائمی رہنے کے لئے کوشش کرنی ہے تو پھر جماعت کے اندر وہ نمونے بھی مستقل مزاجی سے قائم رکھنے پڑنے ہیں۔ تبھی وہ ترقیات بھی ملیں گی جو پہلے ملتی رہی ہیں۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو اللہ تعالیٰ کے انعام سے فیض پانے کے لئے ضروری ہیں۔ہمیں اپنی عبادتوں کے معیار بھی اونچے کرنے ہوں گے۔ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہوگی۔ اپنے ہر قول وفعل کو ہر قسم کے شرک سے کلیۃً پاک کرنا ہوگا۔ اپنے اموال کو بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہوگا اور خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیاروں کی بھی ہر وقت حفاظت کرنی ہوگی تبھی ہم خلافت کے انعام اور اس کے ساتھ رکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کی برکات سے فیض پا سکتے ہیں اور تاقیامت رہنے والی خلافت سے جُڑے رہ سکتے ہیں اور اپنی نسلوں کو ان کے ساتھ جڑا رکھنے والا بن سکتے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 16 صفحہ 245-246 خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مئی 2018ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 مئی 2003ء کو جماعت احمدیہ کے نام اپنے ایک محبت بھرے پیغام میں بیان فرمایا:

’’قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ اِمام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ’’جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کرسکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام کے ساتھ وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔‘‘

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 23مئی تا 5 جون 2003ء صفحہ 1)

مرسلہ: شہزاد احمد اشفاق

## حضرت مسیح موعودؑ کے انداز تربیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کا انداز نہایت دلکش تھا آپ نے عملی نمونہ سے ہمارے لئے تربیت کا سامان مہیا کیا کہ کس قدر انداز تربیت اولاد کی اور جماعت کی کہ وہ لوگ ہمارے لیے نمونہ ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے آپ کی زبان میں معجزانہ اثر تھا اپنا بات بات پر کہتے ہیں نہ شوخیوں پر رکھتے بلکہ انتہائی نرمی سے فرماتے کہ یوں نہ کرو اور پھر وہ بات کبھی نہیں بھولتی۔حضرت مسیح موعودؑ کی وہ پیار بھری زبان کہ ایک بار منع فرمایا اور پھر عمر بھر اس بات سے طبیعت بیزار ہوگئی ہو تم صحیح محمود اشارہ کنایہ میں بات سمجھ آیا کرتے تھے غلطی پر شرمندہ نہ کرتے بلکہ اس طرح بات کرتے ہیں کہ کان تک بات پہنچ جائے اور اصلاح بھی ہوجاتی۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں ایک دفعہ حضور کی طبیعت ناساز تھی اور حضور بستر پر بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے تھے دوسرے دن میں نے بھی بستر پر بیٹھ کر نماز پڑھی اسی دوران آپ نے مجھے دیکھا تو ہنس پڑی اور فرمایا بچہ ہے اس نے مجھے بستر پر نماز پڑھتے دیکھا ہے لیکن اس کو یہ علم نہیں ہوسکا کہ ایسا تو بیماری کی حالت میں میں نے کیا تھا اس طرح میرے کان سے بات گزار دی۔حضور کا انداز تربیت لاریب تھا لیکن آپ کی دعائیں جو اپنے علاج کے حق میں کیں وہ آپ کے انداز تربیت کا معراج تھی چنانچہ آپ فرماتے ہیں ہیں۔’’اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ آزاد کی تربیت ان کی عمدہ اور نیک فال سیلنگ بنانے اور خدا تعالی کے فرمانبردار بنانے کی صحیح فکر کریں نہ کبھی دعا کرتے ہیں نا مراتب تربیت کو مدنظر رکھتے ہیں میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا‘‘

آپ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے کئی مرتبہ الہام میں ابراہیم بھی کہا ’’اے ابراہیم نزدیک مرزا صاحب مرتبہ اور امانتدار اور العقل ہے اور دوست خدا ہے خلیل اللہ ہے‘‘

حضرت مسیح موعود اپنی اولاد کے لیے اس طرح دعائیں کرتے تھے آپ کی نظم ونثر اس بات کی گواہی دیتی ہے اور یہ دعائیں ابراہیمی دعاؤں کی یاد دلاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود اپنی اولاد کے لئے اللہ تعالی سے عرض کرتے ہیں

تیری قدرت کی آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

حضرت مرزا محمد اسماعیل بیگ صاحب اسی قسم کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن کچھ حساب کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے گئے راستہ میں ایک کیکر کا درخت گرا ہوا تھا بعض دوستوں نے اس کی شاخوں سے مسواک بنالیں صاحبزادہ مرزا محمود احمد بھی ساتھ تھے مجھے چھوٹے عمر تھی ایک مسواک کسی نے ان کو بھی دے دیں انہوں نے ایک دو دفعہ حضور کو بھی کہا کہ ابا مسواک لے لیں مگر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا میاں پہلے ہمیں یہ تو بتاؤ کہ ،’’کس کی اجازت سے مسواک لے گئی ہیں‘‘ سنتے ہیں سب نے مسواکیں زمین پر گرادی یہ باقی ایک انوکھا انداز دلکشی لیے ہوئے ہے اور اس لائق ہے کہ اصول تربیت کے مضمون میں سے سنہری حروف میں رقم کیا جائے گا سڑک پر گرے ہوئے کیکر کے درخت سے چند مسواک کاٹ لینا کوئی ایسا اخلاقی جرم نہیں کہ اسے چوری کی حدود میں داخل سمجھا جائے بچے کے مقرر سوال کے جواب میں ایک چھوٹا سا سوال کر دیتے ہیں کہ میاں یہ تو بتاؤ یہ مسواک کس کی دعوت سے لی گئی یہ بات سنتے ہیں سب نے مسواک زمین پر گرادیں. دراصل آپ کی تربیت کا انداز بالکل منفرد تھا اور نہایت دلکش تھا بعض مواقع پر آپ اپنے بچوں سے سختی سے بھی پیش آتے رہے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ جہاں تک ان امور کا تعلق ہے جن کا اثر کا دائرہ آپ کی ذات تک محدود تھا آپ نے سختی نہ کی اور نہایت حلم اور بردباری سے معاملہ رکھا کرتے مگر جہاں تک امور دینیہ کا تعلق ہے یا ایسی غلطیوں کا سوال ہے جس کے نتیجے میں اخلاق پر برا اثر پڑنے کا خطرہ ہوسکتا تھا وہاں آپ نے موقع محل کے مطابق کبھی نرمی سے کبھی سختی سے اس کی طرف توجہ دلائیں یہ فرق بہت اہم اور تربیت کرنے والوں کے لئے اس میں بڑا گہرا سبق ہے کہ حلم کی حدود کہاں جا کر ختم ہوتی ہیں اور سختی کے تقاضے کہاں سے شروع ہوتے ہیں۔

آیئے آج ہم اس بات کا عہد کریں کہ تربیت کے جو یہ کہہ رہے ہیں ان کو مضبوطی سے تھام لیں اور ان پر عمل کریں اور ان کے اچھے نتائج حاصل کریں آمین۔

حسنیٰ مقبول احمد۔ امریکہ

# دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 49

## خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے

یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (النمل: 63)

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137 ایڈیشن 1984ء)

## ایک ولی اللہ کی دعا

خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہیئے اور اس میں غور کرنا چاہیئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔ ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا اور دعا کے وقت اس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 139 ایڈیشن 1984ء)

## صبر سے کام لینا چاہیئے

بات دراصل یہ ہے کہ صبر سے کام لینا چاہیئے۔ ترقی ہو رہی ہے۔ قبولیت دلوں میں پیدا ہوتی جاتی ہے اور دنیا کے کناروں تک اب یہ سلسلہ پہنچ چلا ہے۔ ہمارے پاس بعض ایسے لوگوں کے بھی خط آتے ہیں جن میں سے بعض رؤسائے ریاست بھی ہوتے ہیں اور انہوں نے بیعت بھی نہیں کی ہوتی وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے فلاں امر میں دعا کی جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا کے دل مان گئے ہیں اور اب دیکھو متواتر 26 یا 27 برس سے ہمارا دعویٰ چلا آ رہا ہے اور خدا تعالیٰ اس میں روز بروز ترقی دے رہا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس بات کی نظیر نہیں ملتی کہ کسی مفتری علی اللہ کو اس قدر مہلت دی گئی ہو اور ایسی قبولیت اور ترقی عطا کی گئی ہو۔ آسمانی اور زمینی نشان اس کے واسطے بطور شاہد پیدا کئے گئے ہوں۔ آخر ان باتوں کا بھی تو دلوں پر اثر ہوتا ہے۔ گھبرانا نہیں چاہیئے۔ صبر، استقامت اور دعا سے کام لینا چاہیئے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 159-160 ایڈیشن 1984ء)

یاد رکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا جبتک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو۔

ہر ایک کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔ نماز میں جو سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ اور سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے خدا تعالےٰ کی ایسی عظمت ہو کہ اس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعًا جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھاوے کہ اس کی عظمت کے برخلاف کوئی شئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتی۔ یہ بڑی عبادت ہے۔ جو اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں وہی مؤید کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے واسطے جوش نہیں رکھتے ان کی نمازیں جھوٹی ہیں اور ان کے سجدے بیکار ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو یہ سجدے صرف جنتر منتر ٹھہریں گے جن کے ذریعہ یہ بہشت کو لینا چاہتا ہے۔

یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی جیسا کہ خدا تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسے ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے جبتک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزت اور عظمت کیلئے جوش رکھتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور کوئی دوسرا ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔ جب تک کیفیت نہ ہو انسان ترقی نہیں کر سکتا۔

گویا خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اس کے لئے جوش نہ ہو کوئی لذت نہیں دے گا۔

...یاد رکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا جبتک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو۔ ذاتی جوش نہ ہو۔ جس کے ساتھ کوئی ملونی ذاتی فوائد اور منافع کی نہ ہو۔ ایسا ہو کہ خود بھی نہ جانے کہ یہ جوش میرے میں کیوں ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 178- 179 ایڈیشن 1984ء)

## قبولیتِ دعا کا راز

دعا کی قبولیت کا بھی یہی راز ہے۔ انسان جب تک اپنی خواہشات، ارادوں اور علموں کو ترک کرکے خدا میں فنا نہ ہو جاوے اور خدا کی قدرت کاملہ اور قادر مطلق ہونے اور سننے اور قبول کرنے والا ہونے پر یقین کامل اور پورا وثوق نہ رکھتا ہو تب تک دعا بھی ایک بےحقیقت چیز ہے۔ فلسفیوں کو کیوں قبولیت دعا پر ایمان نہیں ہوتا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ ان کو خدا کی وسیع قدرت اور باریک در باریک سامانوں کے پیدا کر دینے والا ہونے پر ایمان نہیں ہوتا... اور وہ خدا کی قدرت کو محدود جانتے ہیں اور اپنے تجارب اور علوم پر بھی بھروسہ کر بیٹھتے ہیں۔ ان کو اپنے تجارب کے مقابلہ میں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ خدا بھی ہے اور وہ بھی کچھ کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بعض سخت مہلک امراض میں وہ لوگ یقینی اور قطعی حکم لگا دیتے ہیں کہ یہ شخص بچ نہیں سکتا یا اتنے عرصے میں مر جاوے گا۔ یا اس طرز سے مرے گا۔ مگر بیسیوں مثالیں ایسی خود ہماری چشم دید ہیں اور بعض کو ہم جانتے ہیں جن میں باوجود ان کے یقینی اور قطعی حکم لگا دینے کے خدا تعالیٰ نے ان بیماروں کے واسطے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ آخر کار بچ گئے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض وہ بیمار جن کے حق میں یہ لوگ موت کا قطعی اور اٹل فتویٰ دے چکے تھے زندہ سلامت ہو گئے اور کسی دوسرے موقع پر ان کو ملِ کر شرمندہ کیا اور ان کے علم و دعویٰ کو بھی شرمندہ کیا ہے... پس قطعی حکم ہر گز نہ لگانا چاہیئے بلکہ اگر رائے ظاہر بھی کرنی ہو تو یوں کہدو کہ ہمیں ایسا شک پڑتا ہے مگر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسے سامان پیدا کر دے کہ جن سے یہ روک اٹھ جاوے اور بیمار اچھا ہو جاوے۔ دعا ایک ایسا ہتھیار خدا تعالیٰ نے بنایا ہے کہ انہونے کام بھی جن کو انسان ناممکن خیال کرتا ہے ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا کے لئے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 195-198 ایڈیشن 1984ء)

## تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں

تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام تو صرف اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 203 ایڈیشن 1984ء)

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

# تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے

## ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 65

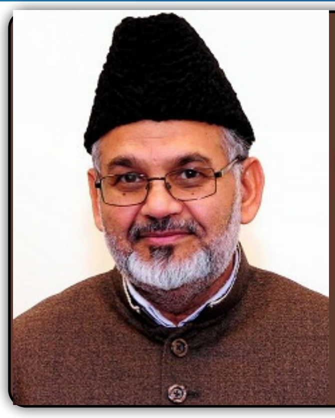

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 20 مئی 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''نہ سوال وصل نہ عرض غم نہ حکائتیں نہ شکائتیں'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے بتایا کہ گذشتہ دنوں جناب فیض احمد فیض صاحب کی برسی منائی گئی۔ یہ شعر انہوں نے نہ جانے کس مقصد کے لئے کہا ہوگا اور پھر شاعروں کے تخیل، فکر اور پیغام بھی قوم کے نام ہوتے ہیں۔ اگر قوم سمجھ لے، ورنہ بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہوتی ہے اور یہی کچھ آج کل پاکستان میں عوام کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ابھی ایک مسئلہ ختم نہیں ہوتا تو دوسرا مسئلہ جنم لے لیتا ہے۔ کس کے پاس شکایت کریں۔ کس کے پاس ان حکایتوں کا بیان ہو۔

چند دن ہوئے اسامہ بن لادن کا مسئلہ ابھی حل نہیں ہوا تھا کہ چارسدہ میں 13 مئی کو صبح 6 بجے کے قریب ایف سی ٹریننگ کے سینٹر کے گیٹ پر یکے بعد دیگرے دو خودکش حملے ہوئے جن میں ایف سی اہل کاروں سمیت 8 لوگ لقمہ اجل بن گئے اور 115 زخمی ہوئے 15 گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ کالعدم تحریک طالبان نے اس کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔

پاکستان کے کسی شہر یا صوبہ میں بھی امن نہیں ہے۔ امن کا فقدان اور خودکش حملے روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ پھر سیاسی لیڈروں کے بیانات بھی سننے کے قابل ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کون کر رہا ہے؟ اگر پتہ ہے تو پھر ان کی گرفت کیوں نہیں کی جاتی؟ حکومت کے اولین فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ وہ ملک کے ہر شہری کی عزت، جان اور مال کی حفاظت کرے۔ لیکن پاکستان میں نہ کسی کی عزت محفوظ ہے نہ جان اور نہ ہی مال۔

پھر ان خودکش حملوں کے نتیجہ میں کچھ دہشت گرد پکڑے بھی جاتے ہیں مثلاً 28 مئی 2010ء کو جب جماعت احمدیہ لاہور کی دو بڑی مساجد پر گرنیڈ سے حملہ کر کے 80 کے قریب لوگ شہید کر دیئے گئے اور سو سے زائد زخمی ہوئے تو احمدیوں نے دہشت گرد کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کیا۔ اب تک کچھ خبر نہیں کہ اس دہشت گرد کو سزا بھی ملی کہ نہیں۔ پھر اسی طرح سلمان تاثیر صاحب مرحوم گورنر پنجاب کو بھی ان کے ہی باڈی گارڈ نے مار دیا۔ اسی طرح اقلیتی امور کے وزیر کو بھی مار دیا گیا۔ ابھی چند دن پہلے ایک مزار پر بھی خودکش حملہ ہوا۔ حکومتی وسیاسی بیانات ہی آتے ہیں کہ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ تو ایک روایتی بیان ہے جو ویسے دیا جاتا ہے۔ اگر یہ بھی نہ فرمائیں تو پھر کیا فرمائیں گے؟

خاکسار نے مزید لکھا کہ مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں کئی دہائیوں سے اسلام کی تبلیغ کی توفیق مل رہی ہے اور سب سے بڑی دقت تبلیغ میں ہمیں پیش آرہی ہے کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام امن، محبت اور رواداری کا مذہب ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ دکھاؤ یہ تینوں چیزیں کس اسلامی ملک میں ہیں؟ وہاں تو خود مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا ہے اور پھر مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ ان مسلمان ملکوں کے کچھ قوانین ایسے بھی ہیں جو اقلیتوں کو تحفظ نہیں دیتے اور حکومت ظالموں کا ساتھ دیتی ہے، جیسا کہ احمدیوں کے ساتھ پاکستان اور انڈونیشیا میں ہو رہا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اس بات کا جواب قرآن کریم میں دیا ہے کہ جب قوم ہنسی و استہزاء کرتی ہے اور خدا کے فرستادہ کا انکار کرتی ہے تو اس پر عذاب آتا ہے۔

خاکسار نے یہ بھی لکھا کہ خود مسلمانوں کے بیانات میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک طرف کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں جس کے معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی، مصلح، ریفارمر نہیں آسکتا۔ دوسری طرف ایک اسرائیلی نبی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی آمد کے منتظر بیٹھے ہیں اور پھر یہ دیکھیں کہ جس نبی کو قرآن یہودیوں کا نبی کہتا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں وہ امتی ہے۔ ان لوگوں کے پاس قرآن مجید تو ہے مگر قرآن کے معانی سمجھنے کو تیار نہیں ہیں۔ اس سے قبل خاکسار نے مضمون لکھا تھا کہ ''متی حرم کے دلچسپ فتوے''۔ ان فتووں سے ہی آپ ان کی قرآن دانی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ بالفرض اگر ان کی امیدوں کے مطابق امام مہدی آ بھی جائیں تو یہ لوگ اس کا بھی انکار کر دیں گے کیوں کہ وہ تو ان کے عقائد کے اصلاح کریں گے اور یہ لوگ بات ماننے کو تیار ہی نہیں کہ یہ غلطی پر ہیں۔ یہی حالات اس وقت کچھ پاکستان کے بھی ہیں۔ کیا علماء اور کیا عوام ہر کسی نے جہالت کا لبادہ اوڑھ لیا ہوا ہے۔ آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ اسلام کی غلط تشریحات کی نشاندہی جب امام مہدی علیہ السلام ہی فرمائیں گے تو یہ ان کے مخالف ہو جائیں گے۔

ان مسلمان ممالک میں جو بڑے بڑے علماء ہیں کیا وہ صحیح راستہ پر گامزن ہیں؟ اگر وہ ٹھیک ہیں اور ٹھیک راہنمائی کر رہے ہیں تو پھر امام مہدی کی کیا ضرورت ہے؟ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ ''ہمیں اس بات میں شک نہیں کہ یورپ میں اسلام نہیں پھیلے گا۔ اسلام یورپ میں پھیلے گا اور ضرور پھیلے گا۔ اگر کسی بات کی فکر ہے تو یہ ہے کہ مسلمان اپنی کجروی کے باعث اسلام کی غلط تشریح اور تفسیر کر کے اسلام کا حلیہ ہی نہ بگاڑ دیں۔''

تیرے عہد میں دل زار کے سبھی اختیار چلے گئے

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 20/ مئی 2011ء میں صفحہ A17 پر خاکسار کا ایک مضمون جہادیوں اور اسامہ بن لادن کی موت کے بارے میں شائع کیا۔ اس مضمون کا خلاصہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

موجودہ تاریخ کے سب سے زیادہ مارے یا قتل کئے جانے والے دہشت گرد کی ہلاکت نہ صرف ایک شخص کی موت ہے بلکہ مغربی اور خصوصاً امریکی مخالفت جذبات کے خاتمے کی علامت بھی ہے۔ جو جہادیوں کے دل و دماغ میں ہیں۔

یہ یقینی طور پر حاصل ہونے والے نتائج میں سے ہے کہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت، القاعدہ اور طالبان (اپنی تمام شکلوں میں) کو مطمئن نہیں کرے گی اور نہ ہی انہیں آئندہ آنے والی دہشت گردی کے مرتکب ہونے سے روکے گی بلکہ اس کے بالکل برعکس ہوگا۔ ہمیں بار بار اور جلد انتقامی حملوں کو دیکھنا پڑے گا۔

ذیل میں جو کچھ اس کی موت کے ساتھ پیش آیا ہے وہ انتہاء پسند مسلمانوں کے پکے اعتقاد کا نتیجہ ہے کہ ''کافر'' اور مغرب کے غضب اور انتقام سے خدا ہمیشہ بن لادن کی حفاظت کرے گا۔ یکم مئی کو موت کی رات پاکستان میں بن لادن کے ہائی سیکیورٹی کمپاؤنڈ میں امریکی بحریہ کے خاص تربیت یافتہ اہل کاروں نے فیصلہ کن خدمات سرانجام دیں۔

اس سوال کے جواب میں ''کیا واقعی اسامہ کا انتقال ہو گیا ہے؟'' بن لادن کی قسمت سے متعلق صرف تین قابل احتمال امکانات ہیں۔

1. اس کی موت برسوں قبل ہو چکی ہو اور یکم مئی کو پاکستان میں صرف اس کے ایک ہم شکل کو مارا گیا ہو۔
2. اصلی اسامہ کو یکم مئی کو مارا گیا ہو اور اسے سمندر میں ڈالا گیا ہو تا کہ اس کی زمین پر واقع قبر کو مستقبل کے جہادیوں کے لئے مزار بننے سے روکا جاسکے۔
3. اصلی اسامہ کو یکم مئی کو زندہ گرفتار کیا گیا ہو اور سی آئی اے کے ذریعہ مفید معلومات کے لئے خفیہ طور پر پوچھ گچھ کی جارہی ہو۔ جو بھی صورت حال سچ ہو وہ دن کی روشنی نہیں دیکھے گی اور نہ ہی کبھی کسی کو نظر آئے گی۔ بالآخر بن لادن منظر سے ختم ہو گیا ہے۔

جو بات یکساں طور پر ناقابل تردید ہے وہ یہ ہے کہ ان گمراہ کن انتہاء پسندوں نے اپنی مشہور شخصیت کے پوسٹر بوائے کو جذباتی جہاد کی بنا پر کھو دیا ہے اور کوئی بھی اس کی جگہ لینے کے قابل نہیں ہوا ہے۔ کوئی بھی طالبان اور القاعدہ کا رکن اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کرسکتا ہے کہ خدا نے اسامہ بن لادن کو کافروں سے محفوظ نہیں رکھا۔ وہ اب جنگ اور سیاسی خلافت کے ذریعہ عالم اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت اور دنیاوی سلطنت کی بحالی کے لئے اہل مغرب کے خلاف جہاد میں رہنمائی نہیں کر رہا۔ خواب مر گیا ہے اور کبھی حقیقت نہیں ہوگا۔ کیوں؟ کیونکہ اسلام اسامہ بن لادن کی پیش کردہ ہر چیز سے منع کرتا ہے۔

قرآن مجید میں خدا کا فرمان ہے کہ جو لوگ جنگ میں جارحیت کرتے ہیں وہ ظالم ہیں اور یہ کہ جو لوگ زمین میں فساد کرتے ہیں اور بے گناہوں کا قتل کرتے ہیں وہ بھی سزا کے مستحق ہیں۔ ایک بے قصور شخص کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو تو یہاں تک حکم ہے کہ وہ اپنے ہی قانون شکنی کرنے والوں کے خلاف پولیس میں سب سے پہلے پیش ہوں، اگر وہ خوفزدہ ہوں یا ایسا کرنے میں ناکام ہو جائیں تو جیسے پاکستان میں ایسا ہی ہو رہا ہے جہاں دہشت گردی اور دہشت گردوں کا تحفظ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور یہ ذمہ داری دوسروں پر عائد کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں خدا بار بار مسلمانوں کو متقی، شائستہ، مشفق، معاف کرنے والا، پُرامن اور بردبار رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ نادانستہ طور پر برائی کرنے کی صورت میں ان کو ان کے کاموں کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کو اسی طرح انتباہ

کرتے ہوئے یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ خدا کو بھول جاتے ہیں اور تقویٰ کو چھوڑتے ہیں اور شیطان کی طرف رجوع کرتے ہیں خودغرضی سے عیش اور برائیوں کی زندگی کا انتخاب کرتے ہیں تو ان کو جہالت، غربت، بدکاری اور ظلم وبربریت کی سزادی جائے گی۔ شریر بدعنوان اور دنیاوی رہنماؤں کی صورت میں۔ کیا آج مسلمانوں کی اکثریت کا یہی افسوسناک حال نہیں ہے؟ پھر آخر کار اس کا حل کیا ہے؟ اس کا حل ایک ایسے اسلام کو اپنانے میں مضمر ہے۔ جو روشن خیال، پرامن، روادار، عدم تشدد، عقلی اور خدا اور انسانیت، تعلیم، انسانی حقوق، انصاف اور سب کے مذہبی اظہار کی آزادی کے لئے پرعزم ہو۔ چاہے وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں۔ قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے عقیدے کو قبول کرنے کے لئے کوئی جبر نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کو چھوڑنے کی کوئی دنیاوی سزا ہوگی۔ اسلام جو ان سچائیوں کے ذریعے زندہ رہنے کا اعلان اور جدوجہد کر رہا ہے۔ آج وہ دنیا میں 120 سالوں سے موجود ہے۔ یہ احمدیہ مسلم جماعت ہی اصل اسلام ہے۔ جو جماعت 40 ممبروں پر مشتمل 1889ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس وقت جس میں قریباً 200 ممالک میں لاکھوں ''امن پسند مسلمان'' ہیں۔ جو قادیان کے مسیح مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا مقصد ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں''۔ یہ وہی اسلام ہے جو القائدہ کے اسلام کو شکست دے گا اور احمدیت ہی وہ واحد اسلام ہے جو اسلام کو اپنے جہادی اغوا کاروں سے بچا سکتا ہے۔

(نوٹ: یہ مضمون اس وقت کے حالات کو مدنظر رکھ کر لکھا گیا تھا۔)

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 20 تا 26 مئی 2011ء صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ''نہ سوال وصل نہ عرض غم نہ حکائتیں نہ شکائتیں'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ نفس مضمون وہی ہے جو اس سے قبل پاکستان ایکسپریس کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 20/مئی 2011ء میں صفحہ 7 پر 3 چھوٹی تصاویر کے ساتھ ہماری ایک خبر اس عنوان سے شائع کیا ہے۔ ''مسجد بیت الحمید میں سیرالیون کا یوم آزادی منایا گیا۔'' سیرالیون کے تقریباً 50 باشندوں کی تقریب میں شرکت۔

کیلی فورنیا۔ (پ۔ر) مغربی افریقہ کے ملک سیرالیون کے تقریباً 50 باشندوں نے گذشتہ ہفتے اپنے ملک کی آزادی کی پچاسویں سالگرہ چینو کی مسجد بیت الحمید میں منائی۔ اس تقریب کا اہتمام امام شمشاد احمد ناصر نے کیا تھا۔ اس موقعہ پر مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے امام شمشاد ناصر نے بتایا کہ 1980ء کا عشرہ انہوں نے مغربی افریقہ میں گذارا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس علاقہ کے باشندوں سے مجھے خصوصی محبت ہے۔ تقریب کے آغاز میں عبدالقاسم نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور بتایا کہ سیرالیون میں جماعت احمدیہ کس نوعیت کی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ ان کے بعد شیخ سبحان نے قرآن کریم کی چند آیتوں کی تلاوت کی جن کا ترجمہ لاس اینجلس کی سیرالیون کی کمیونٹی کے صدر مسٹر حمید حمیدو نے کیا۔ امام شمشاد نے اس موقعہ پر حاضرین کو سیرالیون میں اپنے قیام کے دوران پیش آنے والے تجربات بیان کئے۔ امام شمشاد ناصر سیرالیون میں 1982ء تا 1986ء تک خدمات بجا لا چکے ہیں۔

اس موقعہ پر سیرالیون کی دیگر شخصیات نے بھی خطاب کیا اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ نیز واشنگٹن میں سیرالیون کے۔۔۔سفیر مسٹر بوکاری سٹوینز نے بذریعہ فون خطاب کیا اور جماعت احمدیہ کے اس پروگرام کو سراہا۔ اس موقعہ پر سیرالیون اور امریکہ کے قومی ترانے بھی گائے گئے۔ آخر میں مہمانوں کی تواضع پاکستانی اور سیرالیونی کھانوں سے کی گئی۔

ویسٹ سائیڈ سٹوری نیوز پیپر نے اپنی اشاعت 26 مئی 2011ء میں رنگین اور بڑی تصاویر کے ساتھ یہ خبر شائع کی کہ ''جماعت احمدیہ کی مسجد میں سیرالیون کا یوم آزادی منایا گیا''

ایک تصویر میں خاکسار سیرالیون کے مقامی باشندوں اور آفس ہولڈر کو لٹریچر پیش کر رہا ہے۔ ایک تصویر میں سیرالیون کے مقامی صدر جناب حمید حمیدو صاحب تقریر کر رہے ہیں جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ اس طرح ایک اور سپیکر Dr. Leslic Cross تقریر کر رہے ہیں۔ ایک تصویر میں مختلف احباب بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں اور لوکل جماعت چینو کے برادر علیم نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ خبر کا متن وہی ہے۔ جو اوپر دوسرے اخبار کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے۔

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 27 مئی 2011ء میں صفحہ 21 پر خاکسار کا ایک مضمون اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے موقعہ پر شائع کیا ہے۔ اس مضمون کا متن وہی ہے جو اس سے قبل ڈیلی بلٹن میں شائع ہو چکا ہے اور اوپر گذر چکا ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 27 مئی 2011ء میں صفحہ 7 پر ہماری ایک خبر اس عنوان سے شائع کی ہے۔

''جماعت احمدیہ جنوبی کیلی فورنیا کا مارمن چرچ کے اعزاز میں عشائیہ''

مہمانوں کو تختی پیش کی گئی جس پر قرآنی آیت درج تھی۔

کیلی فورنیا۔ جماعت احمدیہ جنوبی کیلی فورنیا کی چار ذیلی تنظیموں نے مارمن مذہب کے ماننے والوں کی طرف سے خیرسگالی کے اظہار پر ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس ضمن میں گذشتہ ہفتے جماعت احمدیہ کے زیر انتظام مسجد بیت الحمید کے قریب واقع ''چرچ آف جیزز کرائسٹ آف لیٹر ڈیز'' کے اراکین کے اعزاز میں دیئے گئے ایک عشائیہ میں مارمن چرچ کے اراکین کی ہمسائیگی، دوستی اور حمایت کا اعتراف کیا گیا۔

عشائیہ کے بعد چینو کے مشنری و امام شمشاد ناصر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور انہیں ایک تختی پیش کی گئی جس پر قرآنی آیت کا ترجمہ درج تھا جس کے نیچے جماعت احمدیہ کی طرف سے دونوں جماعتوں کے درمیان پُرخلوص تعلقات کا اعتراف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا گیا تھا۔

مارمن چرچ کے صدر مسٹر سٹیونس نے کہا کہ دونوں مذاہب کے ماننے والوں کو تشدد کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے کہا انہیں 19 ویں صدی میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا جب کہ آپ کو (یعنی جماعت احمدیہ کو) اب بھی تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جیسا کہ پاکستان اور انڈونیشیا میں ہو رہا ہے۔

دنیا انٹرنیشنل نے اپنی اشاعت 27 مئی 2011ء میں صفحہ 7 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''ہمیں کچھ کِیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ'' اپنے اداریہ میں شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے خصوصیت کے ساتھ پاکستان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے اور اقلیتوں کے ساتھ جو مظالم ہو رہے ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً یہی کہ دہشت گردی کے ضمن میں جن مجرموں کو پکڑا جاتا ہے۔ پھر پتہ نہیں لگتا کہ ان کے ساتھ عدالتی کارروائی میں کیا ہوا۔ بہت سے مجرموں کو تو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ حکومت ملاں سے خوف زدہ رہتی ہے۔ خاکسار نے چند واقعات کا بھی ذکر کیا۔ مثلاً لاہور میں جماعت احمدیہ کی دو بڑی مساجد پر حملہ جو 2010ء میں کیا گیا۔ شہباز بھٹی کا قتل، گورنر سلمان تاثیر کا قتل، ایک مزار پر بم دھما کہ پھر ملک میں دوسری ابتریوں کا ذکر۔ بے ایمانی، رشوت، قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ وغیرہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دوسرے کی جان لے لینا کوئی بڑی بات نہیں سمجھی جاتی۔ کسی کی عزت و آبرو، مال، جان کی حفاظت نہیں ہے۔ عوام الناس بے وجہ ریلیاں اور جلوس نکال کر، سڑکوں کو بند کر دیتی ہے۔ جس سے عوام الناس کو تکلیف ہوتی ہے۔ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا اور یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا جا رہا ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے لئے پاکستان کا حصول ہوا ہے۔

خاکسار نے چند قرآنی آیات بھی درج کیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم کو پسند نہیں کرتا۔ خاکسار نے لکھا کہ ہماری جماعت کوئی سیاسی جماعت نہیں ہے نہ ہی سیاست سے کوئی سروکار ہے۔ ہمیں تو 1984ء سے بنیادی حقوق سے بھی محروم رکھا ہوا ہے۔ اس کے باوجود ہمارا کوئی شکوہ کسی سے بھی نہیں ہے۔ ہم جو کہہ رہے ہیں وہ بس یہی ہے کہ اے عزیزو! اے دوستو، بھائیو اور بہنو! آپ اللہ تعالیٰ سے اپنا سچا تعلق پیدا کریں۔ خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کریں۔

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے آج کے خطبہ جمعہ میں بھی توجہ دلائی ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں ادا کریں یہ نمازیں حضور قلب، رقت اور درد سے پُر ہوں پھر خدا تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کریں اور دعائیں بھی صرف رسمی نہ ہوں بلکہ تمہارے اعمال میں اس کا اثر ہو۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ تمام احمدیوں کو اپنے ملک وطن عزیز پاکستان کے لئے بھی بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ خاکسار نے لکھا کہ ''اے ہمارے پاکستانی وطن عزیز کے ساتھیو! اور اے دوستو! ہم دعاؤں سے تمہاری مدد کر رہے ہیں لیکن آپ کا بھی فرض ہے کہ جیسا کہ حضرت امام الزماں نے فرمایا ہے ہمارے دوستوں کو لازم ہے کہ ہماری دعاؤں کو ضائع ہونے سے بچاویں'' اگر ہم تو دعائیں کریں لیکن آپ اپنے اخلاق میں ذرہ بھی تبدیلی پیدا نہ کریں تو ہماری دعائیں ضائع جائیں گی۔ جیسا کہ خاکسار نے لکھا کہ ہماری جماعت کے قیام کا مقصد خدا تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھیجا گیا ہے تا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں اور لوگوں کا خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کروں۔

خاکسار نے ملفوظات جلد نہم صفحہ 101-103 سے اقتباس بھی درج کیا جس میں انسانوں کو خدا تعالیٰ کو مقدم رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی اور آخر پر یہ لکھا ہے کہ

''پس ہمیں ان باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور توجہ کے لئے ضروری ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور پیروی میں یہ بات ضروری ہے کہ ہم درحقیقت خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق پیدا کریں۔ اگر ہمارے دل میں کسی کے خلاف نفرت، برائی، کینہ، بغض ہوگا تو ہماری دعائیں بھی قبول نہ ہوں گی۔''

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 27 مئی 2011ء میں صفحہ 13 پر

خاکسار کا مضمون خاکسار کی تصویر کے ساتھ اس عنوان کے ساتھ ’’بھائیو نصیحت ہے غریبانہ‘‘ شائع کیا ہے۔ یہ مضمون اس سے قبل دوسرے اخبار کے حوالے سے پہلے گذر چکا ہے۔

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 27 مئی 2011ء میں اس عنوان سے خبر شائع کی ہے اور خاکسار کی تصویر بھی لگائی ہے کہ ’’بیت الحمید مسجد اعلان کرتی ہے‘‘ کہ آج ایک سال ہونے والا ہے جب کہ جماعت احمدیہ کی دو بڑی مساجد واقع لاہور میں دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔ آج ہم اس موقعہ پرخون کے عطیات اکٹھے کریں گے اور ضرورت مندوں کی زندگی بچانے کے لئے سامان کریں گے۔ دوسرے اعلان میں بتایا گیا ہے کہ خدام الاحمدیہ کے ریجنل اجتماع 28 اور 29 مئی 2011ء کو ہو رہا ہے اور خبر کے نیچے جماعت احمدیہ مسجد بیت الحمید کا ایڈریس، فون نمبر اور دیگر معلومات بھی شائع کی ہوئی ہیں۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 3 جون 2011ء صفحہ اول پر ایک رنگین تصویر کے ساتھ ایک خبر شائع کی ہے۔ اس تصویر میں علامہ طاہر القادری کو خطاب کرتے دکھائی دے رہے ہیں اور ساتھ ہی سامعین کی ایک تعداد بھی ہے۔ خبر کا عنوان اس طرح ہے۔

’’علامہ طاہر القادری نے جہاد پر مرزا غلام احمد قادیانی کا مؤقف اپنا لیا‘‘

’’مسلمانوں کو مغرب کی مسلط کردہ لڑائی میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں۔ نیویارک اور نیوجرسی میں بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب‘‘

نیویارک خصوصی رپورٹ: تحریک منہاج القرآن کے بانی علامہ طاہر القادری نے اسلام کے ایک رکن ’’جہاد‘‘ کی ازسرنو تشریح کے لئے ایک نیا فتویٰ جاری کیا ہے جس میں انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا مؤقف اختیار کیا ہے۔ گذشتہ ہفتے کوئنز میں ایک بڑے اجتماع سے انہوں نے اپنے فتویٰ کی تفصیلی وضاحت کی اور کہا کہ جہاد اسلامی تعلیمات کا ایک اہم حصہ ہے جسے اب دہشت گرد لے اُڑے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ نظریہ معصوم لوگوں کی ہلاکت، قتل اور انتقامی کارروایوں میں استعمال ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاد کو دہشت گردی کے ساتھ ہم آہنگ کرنا اور معصوم لوگوں کے قتل کو جہاد قرار دینا نامناسب بات ہے۔ علامہ طاہر القادری کے فتویٰ کا امریکہ محکمہ خارجہ نے خیرمقدم کیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو دہشت گردوں سے واپس لینے میں آسانی ہوگی۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 3 تا 29 جون 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’اسلام سے نہ بھاگو راہ ھدیٰ یہی ہے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے بتایا کہ پاکستان اس وقت دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ یہ مضمون اس وقت لکھا گیا تھا۔ جب پاک بحریہ کی مہران بیس پر دہشت گردوں نے حملہ کیا تھا۔ گویا ملک کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ اس دہشت گردی کے یہ سب لوگ ذمہ دار ہیں خصوصاً سابقہ حکومت اور جنرل ضیاء الحق نے جب ان دہشت گردوں کی پشت پناہی کی اور ملک میں بڑے ہی ظالمانہ قوانین رائج کئے جن سے اقلیتوں کے حقوق پامال ہوئے اور ان قوانین سے ملک میں فساد خون خرابہ کو مزید تقویت ملی اور اس نے اب سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اس پر سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا جارہا ہے۔ یورپ میں اسی وجہ سے اسلام کی تصویر دہشت گردی سے تعبیر کی جاتی ہے اور یہ کہ اسلام ہے ہی صرف خون خرابے کا نام۔ حالانکہ اسلام اور پیارے مذہب امن و شانتی والے مذہب کے نام کے ساتھ خون خرابہ اور قتل و غارت کا نام جب ہم سنتے ہیں تو ہمیں رونا آتا ہے۔ اب میں اس مضمون میں اسلام کی بعض خصوصیات کا ذکر کرتا ہوں جس سے اسلام کی حسین تعلیم ابھر کر سامنے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

**پہلی خصوصیت:** اسلام جو خدا پیش کرتا ہے وہ رب العالمین ہے تمام جہانوں کا رب ہے۔ تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔ جب کہ دوسرے مذاہب نے اللہ کو صرف اپنے تک محدود رکھا ہے۔ جیسے ’’بنی اسرائیل کا خدا‘‘ وغیرہ۔ قرآن شریف فرماتا ہے: اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا۔ (البقرۃ)

**دوسری خصوصیت:** اسلام سے قبل جتنے بھی انبیاء آئے اسلام ان سب کو سچا جانتا ہے اور یہی اس کی تعلیم ہے۔ ایک مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سب رسولوں پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل دنیا میں تشریف لائے انہیں سچا جانے۔ بلکہ ان پر بھی ایمان لانے کی تلقین کرتا ہے۔

**تیسری خصوصیت:** دوسرے مذاہب کے لیڈروں کی عزت و تکریم کرتا ہے خواہ وہ کسی قوم کے کسی ملک کے اور کوئی زبان بولتے ہوں جیسا کہ بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا ’’یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے، خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی‘‘ (تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 259)

**چوتھی خصوصیت:** قرآن کریم کی حفاظت۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ جیسا کہ فرمایا: ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہ دعویٰ کسی اور الہامی کتاب نے نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی لفظی حفاظت کا بھی انتظام فرمایا کہ دنیا میں بے شمار حفاظ موجود ہیں اور معنوی حفاظت کا سامان بھی جو مجددین / ریفارمرز کے ذریعہ ہوا۔ کسی اور مذہب کو یہ خصوصیت نہیں۔

**پانچویں خصوصیت:** سیاسی امور میں بھی اسلام راہنمائی کرتا ہے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جو نصیحت کرتا ہے وہ بہت عمدہ ہے‘‘۔ (النساء:59)

اس میں لیڈروں کے انتخاب کے لئے زریں اور سنہری اصول بیان کردیئے گئے ہیں۔ وطن عزیز پاکستان میں جو اس وقت خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ارباب حل و اقتدار میں تقویٰ کی کمی ہے۔ کسی میں بھی خوف خدا نہیں ہے۔ ہر ایک نے مولوی کو اپنی گردن پر سوار کرایا ہوا ہے۔ جس کا اترنا اب ناممکن ہے اور ان سب نے مل کر دہشت گردی کو جنم دیا ہے۔ جب تک مولوی حکومت کی گردن پر سوار رہے گا یہ کیفیت اسی طرح رہے گی اور پھر عمال اور حکومت کے کارندے ہر جگہ دیانتداری سے کام کریں ہر ایک شہری کو آزادی حاصل ہو۔ پھر حکومت ان کے یعنی شہریوں کے جان و مال کی بلا امتیاز مذہب و ملت حفاظت کرے۔

یورپ دہشت گردی کی خبریں سن سن کر تمام مسلمانوں کو دہشت گرد سمجھنے لگا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس

؎ اسلام سے نہ بھاگو راہ ھدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

---

## بقیہ: احکام خداوندی...... از صفحہ 3

کرنے والا بنا دیتے ہیں تا کہ تم اپنے ربّ کے فضل کی تلاش کرو اور تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب سیکھ سکو اور ہر بات ہم نے خوب کھول کھول کر بیان کردی ہے۔

## سورج، سایہ کے معلوم کرنے کا ذریعہ

اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوۡ شَآءَ لَجَعَلَہٗ سَاکِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلۡنَا الشَّمۡسَ عَلَیۡہِ دَلِیۡلًا ﴿۴۶﴾

(الفرقان:46)

کیا تُو نے اپنے ربّ کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ کیسے سائے کو پھیلاتا جاتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اُسے ساکِن بنا دیتا۔ پھر ہم نے سورج کو اس پر نشاندہی کرنے والا بنایا ہے۔

## کائنات کا مطالعہ کرنے کے لئے سفر (سیر و سیاحت) کرنا

قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ بَدَاَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰہُ یُنۡشِیُٔ النَّشۡاَۃَ الۡاٰخِرَۃَ

(العنکبوت:21)

تُو کہہ دے کہ زمین میں سیر کرو پھر غور کرو کہ کیسے اُس نے تخلیق کا آغاز کیا۔ پھر اللہ اُسے نشاۃِ آخرت کی صورت میں اٹھائے گا۔

## خدا کو عاجز کرنے کے لئے مشرکین کو زمین میں سفر کرنے کا حکم

فَسِیۡحُوۡا فِی الۡاَرۡضِ اَرۡبَعَۃَ اَشۡہُرٍ وَّاعۡلَمُوۡۤا اَنَّکُمۡ غَیۡرُ مُعۡجِزِی اللّٰہِ ۙ وَاَنَّ اللّٰہَ مُخۡزِی الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۲﴾

(التوبۃ:2)

پس چار مہینہ تک تم زمین میں خوب چلو پھرو اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کرسکو گے اور یہ کہ یقیناً اللہ کافروں کو رُسوا کردے گا۔

## سیر و سیاحت کر کے مکذبین کی عاقبت دیکھنے کا حکم

فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۳۸﴾

(اٰل عمران:138)

پس زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا تھا۔

فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ مَکۡرِہِمۡ ۙ اَنَّا دَمَّرۡنٰہُمۡ وَقَوۡمَہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۵۲﴾
فَتِلۡکَ بُیُوۡتُہُمۡ خَاوِیَۃًۢ بِمَا ظَلَمُوۡا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۳﴾

(النمل:52-53)

پس دیکھ کہ ان کے مکر کا کیسا انجام ہوا کہ ہم نے اُن کو اور ان کی تمام قوم کو ہلاک کر دیا۔ پس یہ ان کے گھر ہیں جو اُس ظلم کے سبب ویران پڑے ہیں جو انہوں نے کیا۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے ایک عظیم نشان ہے جو علم رکھتے ہیں۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 433-440)

مختار احمد

# تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً

## کتاب العلم حصہ 5

## قسط 10

**سوال:** خضرؑ سے ملاقات کرنے والے موسیٰؑ کی شخصیت کے تعین کا اختلاف کیا ہے؟

سعید بن جبیرؓ نے نوف بکالی کے خیال کہ خضرؑ سے ملاقات کرنے والے موسیٰ بنی اسرائیلی نبی نہ تھے کوئی اور موسیٰ تھے کی وضاحت ابن عباسؓ سے دریافت کی ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بکالی کاذب ہے (نوف بکالی علیؓ کا دربان ہوا کرتا تھا)۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ابی ابن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایک روز موسیٰؑ نے کھڑے ہو کر بنی اسرائیل میں خطبہ دیا۔ ان سے سوال ہوا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم کون ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اس وجہ سے اللہ ناراض ہوا کہ تجھے واللہ اعلم کہنا چاہیئے تھا۔ اور اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ دریاؤں کے سنگم پر ہے۔ وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے۔

موسیٰؑ نے کہا اے پروردگار! میری ان سے ملاقات کیسے ہو؟

حکم ہوا کہ ایک مچھلی ٹوکری میں رکھ لو، پھر جہاں تم اس مچھلی کو گم کر دو گے تو وہ بندہ تمہیں وہاں ملے گا۔ تب موسیٰؑ چلے اور ساتھ اپنے خادم یوشع بن نون کو لے لیا۔

ٹوکری میں مچھلی رکھ کر چل پڑے اور ٹوکری ایک پتھر پہ رکھ کر دونوں سو گئے اور مچھلی نے ٹوکری سے نکل کر دریا میں اپنا رستہ لیا اور یہ بات موسیٰؑ اور ان کے ساتھی کے لیے بے حد تعجب کی تھی، پھر دونوں باقی رات اور دن میں جتنا وقت تھا چلتے رہے، جب صبح ہوئی موسیٰؑ نے خادم سے کہا، ہمارا ناشتہ لاؤ، اس سفر نے ہمیں تھکا دیا ہے۔ جب وہ اپنی مقررہ جگہ سے آگے نکل گئے تب ان کے خادم نے کہا، کیا آپ نے دیکھا تھا کہ جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا ذکر بھول گیا موسیٰؑ نے کہا وہی وہ جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی، تو وہ پچھلے پاؤں واپس ہو گئے، جب پتھر تک پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے ہے۔ موسیٰؑ نے انہیں سلام کیا، خضرؑ نے کہا کہ تمہاری سرزمین میں سلام کہاں؟

پھر موسیٰؑ نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں، خضر بولے کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟

انہوں نے جواب دیا کہ ہاں!

پھر موسیٰؑ نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں تا کہ آپ مجھے ہدایت کی وہ باتیں سکھائیں جو اللہ نے خاص آپ ہی کو سکھلائی ہیں۔

خضرؑ نے جواب دیا تم میرے ساتھ صبر نہیں رکھ سکو گے۔ کیونکہ مجھے اللہ نے ایسا علم دیا ہے جسے تم نہیں جانتے اور تم کو جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جانتا۔

موسیٰ نے جواب دیا اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پاؤ گے اور میں کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

پھر دونوں دریا کے کنارے کنارے پیدل چلے، ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی کہ ایک کشتی ان کے سامنے سے گزری، تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ ہمیں بٹھالو۔ خضرؑ کو انہوں نے پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے سوار کر لیا، اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی، پھر سمندر میں اس نے ایک یا دو چونچیں ماریں تو خضرؑ نے کہا اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی کم کیا ہو گا جتنا اس چڑیا نے سمندر کے پانی سے۔ پھر خضرؑ نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ نکال ڈالا، موسیٰؑ نے کہا کہ ان لوگوں نے تو ہمیں کرایہ لیے بغیر سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی اکھاڑ ڈالی تا کہ یہ ڈوب جائیں، خضرؑ نے کہا کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے؟

تو موسیٰؑ نے جواب دیا کہ بھول پر میری گرفت نہ کرو۔

پھر دونوں چلے اور ایک لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، خضرؑ نے اوپر سے اس کا سر پکڑ کر ہاتھ سے اسے الگ کر دیا۔ موسیٰؑ بول پڑے کہ آپ نے ایک بے گناہ بچے کو بغیر کسی جانی حق کے مار ڈالا ہے خضرؑ نے کہا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکو گے۔

پھر دونوں چلتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے، ان سے کھانا لینا چاہا۔ انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے وہیں دیکھا کہ ایک دیوار اسی گاؤں میں گرنے کے قریب تھی۔ خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰؑ پھر بول اٹھے کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی مزدوری لے سکتے تھے۔ خضرؑ نے کہا کہ اب ہمارے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ موسیٰ پر رحم کرے، کاش موسیٰؑ کچھ دیر اور صبر کرتے تو مزید واقعات ان دونوں کے بیان کئے جاتے۔

**سوال:** کون سی لڑائی اللہ کی خاطر ہوتی ہے؟

**جواب:** ایک شخص رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں لڑائی کی کیا صورت ہے؟

کیونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے اور کوئی غیرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے۔

تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا

جو اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کے لیے لڑے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتا ہے۔

**سوال:** اللہ نے روح کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

**جواب:** عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ مدینہ کے کھنڈرات کی طرف تھے اور میں آپؐ کے ہمراہ تھا وہاں یہود کا ایک گروہ ملا ان میں سے ایک شخص نے حضورؐ پوچھا، اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟

آپؐ نے خاموشی اختیار فرمائی، مجھے گمان ہوا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے۔ اس لیے میں کھڑا ہو گیا۔ جب آپؐ سے وہ کیفیت دور ہو گئی تو آپؐ نے قرآن کی یہ آیت:

وَيَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّيۡ وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۸۶﴾ (بنی اسرائیل:85) کی تلاوت فرمائی: تم سے یہ لوگ روح کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں علم کا بہت تھوڑا حصہ دیا گیا ہے۔

یعنی تم روح کی حقیقت کو نہیں پا سکتے ہو۔ یہ خدا کنہ میں سے ہے۔ اس سے متعلق سوچ بچار مت کرو۔

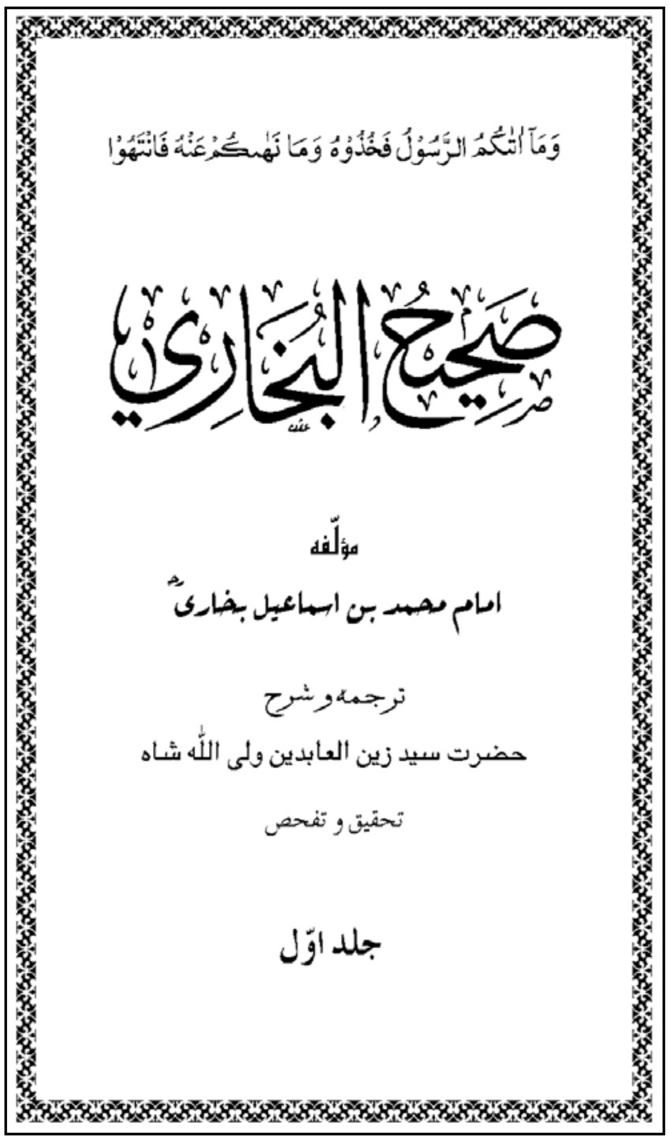


**سوال:** کعبہ کے متعلق آپؐ نے عائشہؓ سے کس خواہش کا اظہار کیا؟

**جواب:** رسول اللہؐ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ اے عائشہ! اگر تیری قوم اسلام میں راسخ ہو چکی ہوتی تو میں کعبہ کو توڑ دیتا اور اس کے لیے دو دروازے بنا دیتا۔ ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکلتے۔

بعد ازاں عبداللہ بن زبیرؓ نے یہ کام کر دیا تھا۔

**سوال:** لوگوں سے کس درجہ کی باتیں کرنی چاہیئں؟

**جواب:** علیؓ کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے وہ باتیں کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں۔ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلا دیں؟ یعنی عوام میں پیچیدہ باتیں نہ کرو۔

**سوال:** کیا زبانی اقرار ایمان کے ساتھ عمل بجا لانا ضروری ہے؟

**جواب:** معاذ بن جبلؓ نے اپنی آخری عمر میں بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضورؐ کے پیچھے سوار تھا اور آپؐ نے مجھے تین بار پکارا اور میں نے تینوں بار ہی لبیک کہا۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پہ دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کر دوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟

آپؐ نے فرمایا اگر تم لوگوں کو یہ نوید سناؤ گے تو عمل چھوڑ کر اسی بات پہ تکیہ کر کے بیٹھ جائیں گے۔

**سوال:** کیا متکبر اور شرمانے والا آدمی علم حاصل کر سکتا ہے؟

**جواب:** حضرت عائشہؓ کا فرمان ہے کہ انصار کی عورتیں اچھی عورتیں ہیں کہ شرم انہیں دین میں سمجھ پیدا کرنے سے نہیں روکتی۔

**سوال:** کیا عورتوں کے طہارت کے مسائل بھی مردوں کی طرح ہیں؟

**جواب:** اُمّ سلیمؓ نے آپؐ سے پوچھا کیا احتلام سے

بقیہ صفحہ 15 پر

محمد عمر تماپوری۔ کوآرڈینیٹر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، انڈیا

# اسلامی عقائد

## (توحید رسالت، آسمانی کتب، فرشتے اور آخرت)

**توحید:** خدا کا عقیدہ یوں تو ہر مذہب میں ملتا ہے لیکن اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کے ماننے والوں نے کسی نہ کسی رنگ میں مخلوق اور غیر مخلوق کی عبادت بھی شروع کر دی ہے جو سراسر شرک اور توحید کا تضاد ہے۔صرف اسلام ہی واحد مذہب ہے جس نے خالص توحید کا پیغام دیا ہے۔توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ایک ماننا اور یہ یقین رکھنا کہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اور اس کا ہمسر اور ہم مرتبہ کوئی نہیں اور وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔اسے کسی کے برے یا اچھے عمل سے کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچتا۔وہ نہ تو کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔وہ ہر کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے تنہاء ہی کافی ہے۔اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔تندرستی اور بیماری، زندگی اور موت، آرام اور تکلیف سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور کائنات کی ہر چیز اُسی کی ہے۔خدا کو ایک اور صرف ایک ماننے اور اس کی صفات میں کسی کو شریک نہ کرنے کا نام توحید ہے۔یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ اس کے دو پارٹ ہیں۔ لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔قابل غور بات یہ ہے کہ اس کلمہ میں پہلے تمام معبودوں کی نفی کی گئی ہے اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کوئی مخلوق اور غیر مخلوق عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے۔اگر یہ کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ معبود ہے تو یہ جواز پیدا کیا جا سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی کوئی معبود ہوسکتا ہے اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ میں لا الہ کہہ کر تمام غیر حقیقی معبودوں سے انکار فرما دیا اور پھر اپنی معبودیت کا اقرار کرایا اور جب اللہ تعالیٰ کی معبودیت کا اقرار ہوگیا تو پھر فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔اس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے والے کے لئے فرض ہوجاتی ہے اس لئے جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوا ہے اسے قیل وقال یا حیل وحُجت کے بغیر مان لینا ہی ایمان ہے۔اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔

جب انسان توحید پر ایمان لے آتا ہے اور یہ عقیدہ اس کی زندگی کا لازمی حصہ اور اس کی فطرت بن جاتا ہے تو اسے یقین ہو جاتا ہے اس کائنات کا خالق و مالک صرف اللہ ہی ہے اور اسی کا حکم اس کائنات کو پالنے کے لئے کافی ہے اسی لئے کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے میں انسان کی اپنی مرضی کا کوئی دخل عمل نہیں۔صرف اللہ کی ذات ہی قابل عبادت ہے۔وہی اپنے بندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے اور مشکلوں کو دور کرنے والا ہے۔زندگی اور موت، نفع و نقصان، عزت و ذلت، سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔یہ احساس انسان کی عملی زندگی کو سدھارنے اور سنوارنے کے کام میں آتا ہے۔عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے والا کبھی کسی کے آگے دست سوال نہیں پھیلاتا۔اس لئے کہ اس کا یقین کامل ہے کہ رزق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ایسا شخص مشکلات و مصائب سے کبھی نہیں گھبراتا بلکہ ان کا جرأت، ہمت اور صبر کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ پریشانیاں جس نے دی ہیں وہی ان کا دور کرنے والا بھی ہے۔عقیدہ توحید پر یقین رکھنے والا بہادر اور دلیر ہوتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے موت اور زندگی اللہ کے اختیار میں ہے۔جو موت کا وقت معین ہے۔اس سے ایک لمحہ پہلے یا ایک لمحہ بعد موت نہیں آ سکتی۔اس لئے موت کا خوف اس کے دل میں قطعی نہیں ہوتا اور وہ حق بات کہنے سے کبھی گریز نہیں کرتا۔عقیدہ توحید پر ایمان رکھنے والا قناعت پسند ہوتا ہے کیونکہ اسے خبر ہے کہ نفع اور نقصان عزت و ذلت سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر مکمل طور پر ایمان لانے والا ایک مکمل انسان ہوتا ہے جس میں دنیاوی عیوب تلاش کرنے پر بھی نہیں مل سکتے۔

**رسالت:** حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک جو پاک ہستیاں دنیا میں تشریف لائی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لئے دنیا میں بھیجی گئیں۔ان کو نبی یا رسول کہتے ہیں۔نبی کے لغوی معنی خبر دینے والے کے ہیں اور رسول کے معنی بھیجے گئے کے ہیں۔لیکن اصطلاح میں رسول اُس پاک ہستی کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کتابی شکل میں کوئی شریعت عطا کی ہوئی ہو جبکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو اپنے ہم عصر رسول یا رسول کی شریعت کی پیروی کرتا ہو اور اس کی تبلیغ کرتا ہو۔اگرچہ نبی اور رسول دونوں کا کام بنی نوع انسان کو حق کا راستہ دکھانا ہے لیکن ہر نبی کو رسول نہیں کہا جا سکتا اور ہر رسول نبی کہلانے کا حقدار ہے۔

اللہ تعالیٰ جن بندوں کو نبوت یا رسالت کے منصب سے سرفراز فرماتا ہے ان کو تمام اوصاف حمیدہ اور حسن اخلاق سے بھی مزیّن کرتا ہے۔رسالت اور نبوت کسی شخص کی ریاضت اور کوشش سے حاصل نہیں ہوسکتی اس کا انحصار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی منشاء اور مرضی پر منحصر ہے۔وہ جسے چاہے نبی یا رسول کا منصب عطاء کرتا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور آپ پر آخری شریعت نازل ہوئی اور اب قیامت تک کوئی دوسرا رسول یا کوئی دوسری شریعت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب اس دنیا کو انسانوں سے آباد کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے انسان کی شکل میں بھیجا تو زندگی گزارنے کے لئے کچھ اصول بھی مقرر فرمائے اور اس زمین پر کچھ مادّی وسائل بھی پیدا کئے۔انسان نے تجربہ اور عقل کی بنیاد پر مادّی وسائل میں ترقی کی اور جسمانی نشو ونماء کے اسباب بھی مہیا کر لئے۔لیکن روحانی تعلیم وتربیت پر انسان کا اختیار نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے نبی اور رسول بھیجے اور بالواسطہ خود انسان ان کے اخلاق و عادات کی ذمہ داری کو قبول فرمائی۔انسان کو اچھی اور کامیاب زندگی گزارنے کے قواعد و ضوابط مرتب کئے۔اگر رسول اور نبی دنیا میں نہیں بھیجے جاتے تو انسان اور جانور کی تفریق ختم ہوجاتی اور انسان حسن تہذیب سے ہمکنار نہ ہوتا۔

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے یا کون سی چیز اللہ کی مرضی کے موافق ہے اور کون سی چیز ناموافق ہے۔کون سا عمل اللہ کو پسند ہے اور کون سا عمل ناپسند ہے۔انسان کو بغیر کسی کے بتائے ہوئے علم نہیں ہوسکتا۔چونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ چیزوں اور باتوں کے مفید اور مضر اثرات سے واقف ہے اس لئے اس نے بعض چیزوں کو حلال اور بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ان تمام باتوں کو جاننے کے لئے رسول اور نبی کی پیروی کی ضرورت ہوتی ہے۔نبی اور رسول کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔وہ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہتے ہیں۔اس لئے نبی اور رسول کی پیروی کے بغیر کوئی بھی انسان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چل سکتا اور صرف نبی اور رسول کا بتایا ہوا راستہ ہی حق کا راستہ ہے۔جس پر چل کر انسان کی زندگی کو مکمل طور پر عروج وکمال حاصل ہوسکتا ہے۔

رسول کا مرتبہ کسی قوم یا کسی ملک کے بادشاہ اور سربراہ سے کہیں زیادہ بلند ہوتا ہے۔رسول حق کی تبلیغ کرتا ہے۔انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ہدایت کے نور سے گمراہی اور جہالت کے اندھیروں کو دور کرتا ہے اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ نبی اور رسول کی زندگی عام انسانوں کے لئے نمونہ عمل ہوتی ہے۔رسول اور نبی کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہوتا۔جس چیز کا حکم دیتا ہے پہلے اس پر وہ خود عمل کر کے دکھاتا ہے۔رسول یا نبی اللہ تعالیٰ کے پیغام کو من وعن لوگوں تک پہنچاتا ہے اور اللہ کی مرضی سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان نعمتوں کے بارے میں بھی بتاتا ہے جو انسان کو مرنے کے بعد حاصل ہوں گی اور جو انسان کی نظر سے پوشیدہ ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اُن عزابوں سے بھی باخبر کرتا ہے جو لوگوں کو آخرت میں بُرے اعمال کی سزا کے طور پر حاصل ہوں گے۔

**آسمانی کتب:** مسلمان کے لئے توحید اور رسالت کے بعد آسمانی کتب پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر قوم اور ہر جگہ پر مختلف زبانوں میں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نبی اور رسول بھیجے اور ان کو کتابی شکل میں شریعتیں بھی عطا فرمائیں۔ان آسمانی کتابوں میں سے چار کا ذکر قرآن کریم میں خاص طور پر ملتا ہے:

1. توراۃ: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
2. زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
3. انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
4. قرآن پاک: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

مذہب اسلام میں قرآن پاک کے علاوہ ان تمام کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے جن کا ذکر قرآن پاک میں ملتا ہے۔کوئی شخص اس وقت تک مکمل مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا جب تک کہ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان نہ لے آئے۔وہ تمام کتابیں جن کی شہادت قرآن پاک دیتا ہے اس لئے مکمل نہیں ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اُس زمانے میں حالات اور اقوام کی ضرورتوں کے پیش نظر اپنے رسولوں پر نازل فرمایا۔قرآن پاک ساری دنیا کے انسانوں کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے اور ہر زمانے کے مسائل کا حل اس میں موجود ہے۔ دوسرا اہم فرق قرآن پاک اور دیگر آسمانی کتب میں یہ ہے قرآن پاک کے علاوہ تمام آسمانی کتابوں میں لوگوں نے اپنی مرضی اور آسانی کے مطابق تبدیلیاں کرلی ہیں۔آج جو دیگر آسمانی کتابیں ہمارے سامنے موجود ہیں ان کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ وہی ہیں جو اس زمانے میں رسولوں پر نازل ہوئی تھیں۔لیکن قرآن پاک آج بھی صرف اور صرف وہی ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۰﴾
(الحجر:10)

یعنی ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

یہاں پر صرف ظاہری طور پر اس کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ معنوی طور پر بھی اس کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا ہے جو چودہ سو سال سے پورا ہوتا ہوا آ رہا ہے۔

**فرشتے:** ہرمسلمان کو اس بات پر بھی ایمان لانا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق فرشتے بھی ہیں۔فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے بنایا ہے وہ خاص قسم کا لطیف جسم رکھتے ہیں جو روح کی طرح ہے وہ نہ تو دیوی دیوتا ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے کسی بھی طریقے سے مددگار ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔وہ اس کے حکم کو ہمیشہ بجالاتے ہیں اور کبھی نافرمانی نہیں کرتے جیسا کہ قرآن پاک میں بھی ان کے متعلق آیا ہے:

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ
(النحل:51)

یعنی وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے کچھ کام فرشتوں کے سپرد کر دیئے ہیں جو وہ ایک فرمانبردار مخلوق کی طرح تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔فرشتے درجات کے اعتبار سے مختلف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے درجات کے اعتبار سے ہی ان کو مختلف ذمہ داریاں سونپی ہیں جن میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں:

1. حضرت جبرئیل علیہ السلام:ان کا کام اللہ تعالیٰ کے احکام نبیوں اور رسولوں تک پہنچانا ہے۔
2. حضرت میکائیل علیہ السلام:ان کا کام مخلوق کو رزق پہنچانا ہے۔
3. حضرت عزرائیل علیہ السلام:ان کا کام دنیا والوں کی روحیں قبض کرنا ہے۔
4. حضرت اسرافیل علیہ السلام:ان کا کام قیامت کے دن صور پھونکنے کا ہے۔

ہرمسلمان کو بغیر کسی پس وپیش کے فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا چاہئے ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا۔فرشتے اللہ تعالیٰ کے نور سے خلق کئے گئے ہیں نہ وہ انسانی ضروریات رکھتے ہیں، نیز اپنی نسل کو بڑھانے اور گناہ کرنے کی صلاحیت ان میں موجود نہیں ہے۔ان کو انسانوں کی طرح کھانے، پینے، سونے اور جاگنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔وہ مختلف شکلیں بھی اختیار کر سکتے ہیں اور جس شکل میں چاہیں ہمارے پاس اور سامنے آسکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تسبیح کے علاوہ اس کے احکام کی تعمیل فرشتوں کے فرائض میں شامل ہے۔ان سے ان امور میں کبھی کوتاہی نہیں ہوتی۔فرشتے اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطے کا فرض بھی ادا کرتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا نفاذ اس کی کائنات میں کرتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق اس دنیا کو چلاتے ہیں۔

**آخرت:** آخرت کے لفظی معنی انجام کے ہیں اور مذہب اسلام میں آخرت کے اصطلاحی معنی قیامت کے ہیں۔قیامت وہ دن ہے جب ساری دنیا ختم ہو جائے گی کوئی انسان اس میں باقی نہیں رہے گا۔پہاڑ روئی کی طرح گالوں کی شکل میں ریزہ ریزہ ہوکر بکھر جائیں گے اور پھر تمام مردہ انسانوں کو زندہ کیا جائے گا۔یہ سارے لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوں گے۔ان کے اعمال کا حساب کتاب پیش ہوگا۔اگر ان کے اعمال اچھے ہیں تو وہ جنت کے حقدار ہوں گے اور اگر اعمال خراب ہیں تو دوزخ ان کا مقدر بن جائے گا۔یوم آخرت کی ہماری زندگی میں بہت اہمیت ہے۔اگر آخرت کے عقیدے کو عملی زندگی سے ہٹا دیا جائے تو انسان اور حیوان میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔انسان بغیر کسی خوف اور ڈر کے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقوں کو اختیار کرے گا۔

عقیدہ آخرت کا انسانی زندگی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ہر وہ شخص جس کا ایمان اور یقین آخرت پر ہے تو ایسا شخص ہمیشہ ایسے کام کرنے کی کوشش کرے گا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی شامل ہو۔وہ گناہوں سے یقینی پرہیز کرے گا اور نیک کاموں کی طرف راغب ہو گا۔والدین اور بزرگوں کی عزت کرے گا۔چھوٹوں سے محبت اور نرمی سے پیش آئے گا۔اپنے اہل و عیال، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے گا۔اساتذہ کا ادب و احترام کرے گا اور ایسے کام کرے گا جو انسانیت کے متقاضی ہوں۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی انہی باتوں پر عمل کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔جو لوگ عقیدہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ صرف اپنے نفس کے غلام ہوتے ہیں کیونکہ اپنے کاموں کے بدلہ میں مرنے کے بعد نہ تو کسی انعام کی امید ہوتی ہے اور نہ کسی سزا کا خوف ہوتا ہے۔اس لئے وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے جائز و ناجائز حربہ اختیار کرتے ہیں اس سے دوسروں کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

## بقیہ: تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً ...... از صفحہ 13

عورت پر بھی غسل ضروری ہے؟

آپؐ نے فرمایا کہ ہاں جب عورت پانی دیکھ لے۔یعنی کپڑے وغیرہ پر منی کا اثر معلوم ہو۔تو یہ سن کر ام سلمہؓ نے حیاء کی وجہ سے اپنا چہرہ چھپا لیا اور کہا، یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا، ہاں! بچے کی شکل ومشابہت اس بات کا کافی ثبوت ہے۔

یعنی کہ عورت کا پانی بھی مرد کی طرح ہی نکلتا ہے۔جس کو آجکل کے لوگ انڈا کہتے ہیں۔

**سوال:** مذی کے مریض کی طہارت کے بارے حضورؐ کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** علیؓ سے روایت ہے کہ میں ایسا شخص تھا جسے جریان مذی کی شکایت تھی، تو میں نے مقداد کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہؐ سے دریافت کریں۔ تو انہوں نے آپؐ سے اس بارے میں پوچھا۔

آپؐ نے فرمایا کہ مذی کے مرض میں غسل نہیں وضو فرض ہے۔

**سوال:** احرام باندھنے کے مقامات کون سے ہیں؟

**جواب:** (ایک مرتبہ) ایک آدمی نے مسجد میں کھڑے ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! آپؐ ہمیں کس جگہ سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا، مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں، اور اہل شام جحفہ سے اور نجد والے قرن المنازل سے۔اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔

**سوال:** احرام باندھنے والے کو کیا پہننا چاہیے؟

**جواب:** آپؐ نے فرمایا کہ نہ قمیص پہنے نہ صافہ باندھے اور نہ پاجامہ اور نہ کوئی سرپوش اوڑھے اور نہ کوئی زعفران اور ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہنے اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انہیں اس طرح کاٹ دے کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

## بقیہ: سو سال قبل کا الفضل..... از صفحہ 16

چشمہ'' ہے۔اس عنوان کے تحت اخبار ''پیٹرسنز ویکلی'' نامی اخبار میں 17جون 1922ء کو شائع ہونے والی ایک خبر کا ذکر کیا گیا ہے جس میں فرانس کے علاقہ میں ایک حیرت انگیز چشمہ کا ذکر ہے۔اس چشمہ کے پانی کو استعمال کرنے سے بدترین مرضوں کے شکار افراد شفا پاتے ہیں۔ساری خبر کا ذکر کرنے کے بعد اخبار تحریر کرتا ہے کہ ''اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے بھی کئی خطرناک مریض شفایاب ہوئے۔لیکن وہ لوگ جو بیماروں کو چنگا کرنے کا معجزہ خاص طور پر حضرت مسیح (عیسیٰؑ) کی طرف منسوب کرتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیے کہ جب خدا نے چشموں میں ایسی خاصیتیں رکھ دی ہیں جو بیماریوں کو دور کر دیتی ہیں تو اس بات کو حضرت مسیح کی خدائی یا اُن میں دیگر انبیاء سے علیحدہ خصوصیت ثابت کرنے کے لیے کس طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔''

اداریہ کا تیسرا حصہ ''ترجمہ اذان اور سکھ صاحبان'' کے عنوان سے ہے۔اس عنوان کے تحت لاہور سے شائع ہونے والے ایک سکھ اخبار ''پنتھ'' کی 9اکتوبر 1922ء کی اشاعت میں شامل ایک نوٹ کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کی اجمالی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر ''نور'' اخبار نے اذان کا گورمکھی زبان میں ترجمہ شائع کیا جس پر مذکورہ سکھ اخبار نے اپنے بعض تحفظات کا اظہار کیا۔چنانچہ الفضل لکھتا ہے کہ ''اذان کا گورمکھی ترجمہ شائع کرنے اور مقدس گرو بابا نانکؒ کی تعلیم کو پیش کرنے میں ہمارا صرف یہ مقصد ہے کہ ہمارے شدھ سکھ بھائی بانی سکھ مذہب کی اصل تعلیم سے واقف ہو جائیں پھر ترجمہ اذان سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ہم اس سے خدا کی طرف دنیا کو بلاتے ہیں جس کی طرف حضرت بابا نانکؒ نے تمام دنیا کو بلایا ہے۔۔۔اذان وہ مقدس کلمات ہیں جنہیں خود بابا نانکؒ نے اسی طرح ادا کیا جس طرح مسلمان ادا کرتے ہیں۔چنانچہ جنم ساکھی میں آتا ہے کہ 'کن وچ انگلاں پا کے بابا دتی بانگ' یعنی بابا نانکؒ نے کان میں انگلیاں دے کر اذان کہی۔''

صفحہ 5 تا 7 پر حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 6/اکتوبر 1922ء درج ہے۔

صفحہ 8 پر ایک دوست سرور شاہ صاحب (از مقام داتہ، ڈاکخانہ مانسہرہ، ہزارہ) کا ایک خط بعنوان ''بیعت خلافت ثانیہ'' درج ہے جس کی ابتداء میں انہوں نے تحریر کیا کہ ''خاکسار سے چند احباب نے بلکہ غیر احمدی دوستوں نے سوال کیا اور وجہ دریافت کی ہے کہ میں نے بیعت کیوں کی۔اس لیے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اخبار کے ذریعہ جواب دیا جائے تا کہ سب دیکھ لیویں۔''

صفحہ نمبر 9 پر ایک مضمون زیرعنوان ''آریہ سماج پر اعتراض۔آریہ مسافر دہلی جواب دے'' شائع ہوا ہے۔یہ مضمون حضرت مولانا ابوالعطا صاحب جالندھری کا تحریر فرمودہ ہے جب آپ مدرسہ احمدیہ کے طالبعلم تھے۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19221019.pdf

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

م م محمود

# سو سال قبل کا الفضل

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

ایڈیٹر۔ غلام نبی۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

ملک نائجیریا

## 19/ اکتوبر 1922ء پنج شنبہ (جمعرات) مطابق 27 صفر 1341 ہجری

صفحہ اول پر حضرت مصلح موعودؓ کی صحت کے بارے میں خبر درج ہے۔اسی طرح مدینۃ المسیح کی خبروں میں تحریر ہے کہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے متعلق ذکر ہے کہ آپؓ روزانہ مہمان خانہ حضرت مسیحِ موعودؑ میں حدیث کا درس دیتے ہیں۔

صفحہ اول و دوم پر زیرِعنوان ’’مغربی افریقہ میں تبلیغِ اسلام‘‘ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؓ کا 15اگست کو تحریر کردہ ایک خط شاملِ اشاعت ہے۔اس خط میں آپؓ نائیجیریا میں تبلیغی و تربیتی مساعی کا ذکر فرمایا ہے۔آپؓ لکھتے ہیں کہ ’’چونکہ ہم نے ملک میں کام کرنا ہے اور مشن اس لیے نہیں کہ ایک جگہ چند آدمی مسلمان بنانے پر کام ختم ہوگیا بلکہ مسیحی مشنری کے نقشِ قدم پر چل کر اُس کا تعاقب یا شکریہ کے ساتھ اس کا تیار کردہ کھیت کاشت کرنا ضروری ہے۔اس لیے میں نے باوجود ضعفِ طبعیت، کثرتِ اخراجات اور صعوبتِ سفر مناسب سمجھا کہ اندرونِ ملک کا سفر کروں اور حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد صوبہ جات شمال میں اشاعت و حفاظتِ اسلام کے مقدس فرض کی تکمیل کے لیے بادیہ پیمائی کر کے آئندہ مبلغین کے لیے راستہ صاف کر دوں۔‘‘ ازاں بعد آپؓ نے آئندہ کے پروگرام دورہ نائیجیریا نیز اپنی گزشتہ مساعی اور اس کے نتیجہ میں ہونے والے خداتعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کیا ہے۔آخر میں آپؓ تحریر فرماتے ہیں ’’برادران! میں تنہا، بہت دور، کمزور اور نالائق، صعوباتِ سفر اور بے زر ہونے کے باعث تکلیف میں ہوں۔انسان جان قربان کرسکتا ہے مگر مال کے بغیر آج تبلیغ کا کام ناممکن ہے۔آپ دعا کریں۔‘‘

صفحہ نمبر 3اور 4پر اداریہ تحریر ہے۔اداریہ میں تین مختلف عناوین کے تحت لکھا گیا ہے۔پہلا آرٹیکل اس عنوان کے تحت ہے۔’’اسلامی دنیا کیا چاہتی ہے اور جماعتِ احمدیہ کا کیا مقصد ہے۔‘‘

اداریہ کا دوسرا حصہ زیرِعنوان ’’ایک شفا بخش بقیہ صفحہ 15 پر

# ایک سبق آموز بات

## بدصحبت سے اجتناب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حوالہ سے فرماتے ہیں:

’’مثل مشہور ہے۔تخم تاثیر صحبت رااثر‘‘ اس کے اول جزو (حصہ) پر کلام ہو تو ہو، لیکن دوسرا حصہ ’’صحبت رااثر‘‘ ایسا ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ اس پر زیادہ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ہر ایک شریف قوم کے بچوں کا عیسائیوں کے پھندے میں پھنس جانا اور مسلمانوں حتیٰ کہ غوث و قطب کہلانے والوں کی اولاد اور سادات کے فرزندوں کا رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنا دیکھ چکے ہو۔اُن صحیح النسب سیدوں کی جو اولاد اپنا سلسلہ حضرت امام حسینؓ تک پہنچاتے ہیں۔ہم نے کرسچن (عیسائی) دیکھی ہے اور بانی اسلام کی نسبت قسم قسم کے الزام (نعوذ باللہ) لگاتے ہیں۔ایسی حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان اپنے دین اور اپنے نبیؐ کے لئے غیرت نہیں رکھتا، تو اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا؟

اگر تم اپنے بچوں کو عیسائیوں، آریوں اور دوسروں کی صحبت سے نہیں بچاتے یا کم از کم نہیں بچانا چاہتے، تو یاد رکھو کہ نہ صرف اپنے اوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظلم کرتے اور بہت بڑا بھاری ظلم کرتے ہو۔اس کے یہ معنے ہیں کہ گویا تمہیں اسلام کے لئے کچھ غیرت نہیں۔نبی کریم ﷺ کی عزت تمہارے دل میں نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد1 صفحہ45)

مرسلہ: ذیشان محمود۔سیرالیون

# طلوع و غروب آفتاب

| 19/ اکتوبر 2022ء | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 05:01 | 17:53 |
| مدینہ منورہ | 05:03 | 17:52 |
| قادیان | 05:13 | 17:52 |
| ربوہ | 04:53 | 17:32 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 06:04 | 18:02 |

# فقہی کارنر

## واجب الادا مہر کی ادائیگی لازمی ہے

ایک صاحب نے (حضرت مسیح موعودؑ سے) دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تھا مگر وہ عورت کہتی تھی تو اپنی نصف نیکیاں مجھے دے دے تو بخش دُوں گی۔خاوند کہتا رہا کہ میرے پاس حسنات بہت کم ہیں بلکہ بالکل ہی نہیں ہیں۔اب وہ عورت مر گئی ہے خاوند کیا کرے؟

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

اسے چاہیئے کہ اس کا مہر اس کے وارثوں کو دے دے۔اگر اس کی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں میں شرعی حصہ لے سکتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے۔

(البدر 5 مارچ 1905ء صفحہ 2)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)